مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۱ء

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل

Imam Ahmad Raza Research Institute

Naunehal
SAFI
Suduri
NEO Carmina

ہمدرد
SGS
SGS
ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان

بفیضانِ نظر: مفتی تقدس علی خاں رحمۃ اللہ علیہ * پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ * علامہ شمس الحسن شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بانیِ ادارہ: مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

محسنِ ادارہ: الحاج شفیع محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

31ویں سالانہ امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس

مدیرِ اعلیٰ: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

نائب مدیر: پروفیسر دلاور خاں

حُسنِ ترتیب

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل

25- جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، جی پی او، صدر، کراچی-74400، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔
فون: 32725150-21-92+، فیکس: 32732369-21-92+
ای میل: imamahmadraza@gmail.com، ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا ٹرسٹ اور "مستقبل کے پروگرام"

سخن ہائے گفتنی

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

قارئین کرام:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

الحمد للہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کو قائم ہوئے 3 دھائی یعنی 30 برس مکمل ہو چکے ہیں اس سال ان شاء اللہ ادارہ کے زیر اہتمام 31 ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس بروز ہفتہ 22 جنوری 2011ء بمطابق 17 صفر المظفر 1432ھ کو جامعہ کراچی کے شعبہ شیخ زاید اسلامک سینٹر کے آڈیٹوریم میں منعقد ہو رہی ہے جس کی صدارت شیخ الجامعہ کراچی پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی فرمائیں گے جب کہ مہمانِ خصوصی انڈیا کے معروف ریسرچ اسکالر حضرت علامہ مولانا عبدالستار مصرؔوف ہمدانی صاحب ہوں گے۔ اس سالانہ کانفرنس کے موقعہ پر ادارہ حسبِ روایت معارف رضا اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہے اور ساتھ ہی مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس بھی حسبِ روایت شائع ہو رہا ہے۔ اردو معارف رضا کا یہ 31 واں شمارہ ہو گا جب کہ انگریزی معارفِ رضا کا 11 واں شمارہ اور مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس کا تسلسل کے ساتھ 26 واں شمارہ ہو گا۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا جب 1980ء/ 1401ھ میں قائم ہوا اس وقت ادارہ کے بانی سید ریاست علی قادری رضوی نوری بریلوی (المتوفی 1992ء/ 1413ھ) علیہ الرحمۃ کو مقتدر علما اور اہلِ قلم یعنی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی دہلوی (المتوفی 2008ء/ 1429ھ) حضرت علامہ مولانا شمس الحسن شمس صدیقی بریلوی (المتوفی 1996ء/ 1417ھ)، مفتی تقدس علی خاں قادری رضوی حامدی بریلوی (المتوفی 1988ء/ 1409ھ) حضرت علامہ محمد اطہر نعیمی مراد آبادی علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کا ساتھ اور تعاون حاصل تھا جب کہ مالی معاونین میں الحاج شفیع محمد قادری رضوی حامدی (المتوفی 2005ء/ 1425ھ)، الحاج شیخ حمید اللہ قادری رضوی حشمتی (المتوفی 1989ء/ 1410ھ) الحاج سیٹھ حبیب احمد (المتوفی 1988ء/ 1409ھ)، الحاج ماسٹر فتح محمد رضوی حامدی (المتوفی 1993ء/ 1414ھ) اور حاجی عبداللطیف قادری کے نام نمایاں ہیں۔ سید ریاست علی قادری کی اچانک رحلت کے باعث ادارہ کو بہت بڑا دھچکا لگا مگر اس خلا کو صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری رضوی نوری نے 1992ء میں ذمہ داری قبول کر کے خوب نبھایا اور آپ اس علمی تحقیقی بار کو پچھلے 20 سالوں سے بہت احسن طریقے سے نبھا رہے ہیں اور اپنی ناسازئ طبیعت کے باوجود ادارہ کے کام کے لیے ہمہ وقت چاق و چوبند نظر آتے ہیں۔ آپ کی پچھلی 20 سالہ سربراہی میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے کئی اہم سنگِ میل طے کئے جب کہ ایک بہت ہی اہم سنگ میل طے ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و عافیت کے ساتھ دیر تک سلامت رکھے ابھی کئی اہم سنگ میل آپ کی سربراہی میں طے کرنا ہیں۔

قارئین کرام!

راقم الحروف نے ادارہ کی تاریخ اور کارکردگی کو اکثر اوقات اپنے مضامین، اداریوں اور تصانیف میں محفوظ کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ پچھلے 30 سالہ دور کی کارکردگی اور ادارہ کے اراکین کی قلمی خدمات کو "مجلہ امام احمد رضا کانفرنس" کے 1986 تا 2010ء میں مطالعہ کر سکتے ہیں۔ ان شماروں کے مطالعہ سے آپ کو پچھلی 30 سالہ کارکردگی سے آگاہی حاصل ہو گی ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی 25 ویں سلور جوبلی (2005ء/ 1426ھ) کے موقعہ پر 25 کتب کی اشاعت کا بندوبست کیا گیا

تھا جو اردو، انگریزی اور عربی زبانوں میں شائع کی گئی تھیں۔ اس موقعہ پر راقم نے ادارہ کی کار کردگی اور ادارہ کے اراکین اور اہلِ قلم کی خدمات عالیہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے کئی کتب تصنیف کی تھیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ "25سالہ تاریخ و کارکردگی ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا"

۲۔ "تذکرہ اراکین ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا"

۳۔ "مختصر تعارف و کارکردگی و مطبوعات ادارہ"

۴۔ "تعارف ادارہ تحقیقات امام احمد رضا"

ادارہ اگرچہ 1980ء میں قائم کیا جاچکا تھا مگر 1986ء میں اس کو محترم منظور جیلانی صاحب کی کاوشوں کے باعث باقاعدہ رجسٹرڈ کرایا گیا، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس کا اسی سال اجرا کیا گیا اور اشتہارات کے ذریعہ منظور جیلانی صاحب نے ادارہ کو مالی اعتبار سے مضبوط بنادیا جس کے نتیجے میں جلد ہی یعنی 1991ء میں پہلی انٹر نیشنل امام احمد رضا کانفرنس کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں منعقد کی گئیں جس کے دور رس نتائج سامنے آئے۔ اس طویل 30 سالہ دور میں ادارہ نے کیا کیا مقاصد حاصل کیے اور اس کے علمی حلقے میں خاص کر کیا نتائج مرتب ہوئے انتہائی اختصار کے ساتھ تفصیل ملاحظہ کیجیے۔

ا۔ 1981ء/ 1402ھ میں پہلی امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد تھیو سوفیکل ھال ایم۔ اے جناح روڈ میں ہوا اور اس سال الحمد للہ 31 ویں سالانہ کانفرنس کا اہتمام جامعہ کراچی میں ہو رہا ہے۔

۲۔ 1981ء/ 1402ھ میں پہلا سالانہ معارف رضا کا اجرا ہوا جو صرف اردو زبان میں شائع ہوا تھا اور اس سال تسلسل کے ساتھ 31واں شمارہ تمام تر علمی خوبیوں کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

۳۔ 1986ء/ 1407ھ میں سالانہ معارف رضا کے اندر انگریزی سیکشن کا اضافہ بھی کیا گیا جو تسلسل کے ساتھ 1999ء تک شائع ہوتا رہا اور پھر 2000ء سے انگریزی معارف رضا علیحدہ شائع ہونے لگا اور 2010ء کا انگریزی شمارہ پاکستان ہائر ایجوکیشن کمیشن کے عین معیار کے مطابق شائع کر کے ادارہ نے ایک بہت اہم سنگ میل طے کیا اور اب ادارہ کا یہ انگریزی شمارہ بین الاقوامی معیار حاصل کر چکا ہے اس اہم پیش رفت میں ادارہ کے جوائنٹ سیکریٹری پروفیسر دلاور خاں جو جامعہ ملیہ ایجوکیشن کالج کے پرنسپل بھی ہیں ان کی کاوشوں کا نتیجہ ہے ساتھ ہی ساتھ ادارہ کے موجودہ فنانس سیکریٹری جناب عبید الرحمٰن صاحب جو C.A ہیں اور ڈپٹی ڈائریکٹر سیکیورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان میں ملازم بھی ہیں ان کی کاوشیں بھی شامل ہیں۔ ادارہ کا مستقبل ان دو حضرات کی شمولیت سے روشن نظر آرہا ہے اور مستقبل میں یہ دونوں حضرات اس کام کو ان شاء اللہ بہت بہتر انداز میں آگے بڑھاتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو نظر بد سے بچائے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ میں ان حضرات کی محنت کو قبول فرمائے۔

۴۔ 1986ء میں ادارہ کی رجسٹریشن کے بعد کراچی کے قدیم علاقے برنس روڈ کے علاقے میں ایس۔ ایم آرٹس کالج کے بالکل سامنے نشیمن بلڈنگ کے دوسرے فلور پر 3 کمروں پر مشتمل ادارہ کے لیے فلیٹ خریدا گیا جس کی خریداری میں الحاج شفیع محمد قادری کا سرمایہ سب سے زیادہ تھا اس کے علاوہ سیٹھ حبیب احمد و شیخ حمید اللہ قادری کے مالی تعاون نے بھی ادارہ کو بہت سہارا دیا۔ ادارہ کا کام تیزی کے ساتھ بڑھنا شروع ہوا اور جلد ہی کام کی وسعت کے باعث 1992ء میں صدر ریگل میں جاپان مینشن میں اس سے دوگنا بڑا فلیٹ لے لیا گیا اور آج ادارہ اسی جگہ قائم ہے۔

۵۔ 1991ء میں ادارہ نے 11ویں سالانہ امام احمد رضا کے موقعہ پر ملک میں پہلی مرتبہ امام احمد رضا کی تعلیمات کے حوالے سے ملک گیر امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس کا اہتمام کیا اور یہ کانفرنس کراچی کے علاوہ لاہور اور اسلام آباد میں بھی منعقد ہوئیں جس میں نہ صرف مملکتِ پاکستان کے جید علما و اسکالرز نے شرکت کی بلکہ بنگلہ دیش، ملائشیا، انڈیا، کویت، افغانستان، انگلینڈ اور امریکہ سے مندوبین نے شرکت کی اس موقعہ پر ادارہ نے 11 کتب کی اشاعت کا بندوبست بھی کیا تھا۔

۶۔ 1988ء میں حسنِ اتفاق سے ادارہ کے بانی و صدر سید ریاست علی قادری جو حکومتِ پاکستان کے محکمہ ٹیلی کمیونیکیشن میں ملازم تھے ان کا ٹرانسفر اسلام آباد ہوگیا اور ان دنوں اہلِ سنّت کے محسن محترم جناب حاجی حنیف طیب

صاحب وفاقی وزیرِ ہاؤسنگ وسمندر پار تھے چنانچہ سید ریاست علی قادری صاحب نے حاجی حنیف طیب صاحب کے ذریعہ اسلام آباد کے علاقے F-6-II میں ادارہ کے لیے ایک مکان حاصل کیا اور اس طرح ادارہ کی پہلی برانچ کی بنیاد بھی ادارہ کے بانی نے رکھی اور اپنی حیات 1992 تک وہ اسلام آباد میں رہے۔ آپ نے اسلام آباد کے علمی حلقے میں ادارہ کو خوب متعارف کرایا یہاں تک کہ کوثر نیازی صاحب نے امام احمد رضا کی کتب کا مطالعہ کرکے امام احمد رضا سے وابستگی کا اعلان کیا اور ایک اہم مقالہ "امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت" لکھ کر امام احمد رضا سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔

۷۔ 1993ء میں پاکستان کی سب سے بڑی جامعہ، جامعہ کراچی میں پہلی مرتبہ امام احمد رضا پر Ph.D کی ڈگری ایوارڈ کی گئی یہ ڈگری احقر کو "کنزالایمان و دیگر اردو تراجم کے تقابلی مطالعہ" کے عنوان پر دی گئی تھی اور اسی سال سندھ یونیورسٹی جامشورو سے بھی پہلی مرتبہ امام احمد رضا پر سندھی زبان میں مقالہ لکھنے پر پروفیسر ڈاکٹر عبدالباری صدیقی کھٹھوی کو بھی Ph.D کی سند ایوارڈ کی گئی تھی۔ اس کے بعد سے یہ سلسلہ جاری ہے اور پاکستان کی مختلف جامعات سے اب تک امام احمد رضا کی علمی خدمات کے مختلف عنوانات پر 10 ڈگریاں ایواڈ ہوچکی ہیں جب کہ 4 M.phil کی اسناد بھی تفویض ہوچکی ہیں جب کہ انڈیا سے اب تک 12 اور امریکہ سے ایک ڈگری Ph.D کی حاصل کی جاچکی ہے۔ ان تمام Ph.D اور M.Phil کی اسناد حاصل کرنے والوں کی ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے بھرپور علمی مدد کی اور تمام تر علمی مواد ان کو فراہم کیا۔ Ph.D اور M.Phil، B.Ed اور M.Ed لیول کے تھیسس کی طرف رجحان ادارہ کے سرپرست اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے دلوایا تھا اور تمام ریسرچ اسکالرز کی انھوں نے ہمیشہ مدد فرمائی اور ہر طرح ان سب کی رہنمائی فرمائی۔ جس کے نتیجے میں اب تک 25 Ph.D کی اسناد حاصل کی جاچکی ہیں۔

۸۔ 1990ء میں ادارہ نے امام احمد رضا ریسرچ گولڈ میڈل کا اجرا کیا۔ ابتدا میں اہلِ سنّت کے اسکالرز کو کسی بھی مضمون میں Ph.D کرنے پر گولڈ میڈل ایوارڈ دیا جاتا رہا مگر 1993ء کے بعد اس ایوارڈ کو صرف امام احمد رضا پر Ph.D کرنے والوں کو تک محدود کر دیا گیا اور سلور میڈل ایوارڈ کا بھی بعد میں اجرا کیا گیا جنھوں نے امام احمد رضا پر M.Phil کی سند حاصل کی چنانچہ 1990ء سے لے کر آج تک 36 اسکالرز کو ان کی Ph.D کی ڈگری ایوارڈ ہونے پر گولڈ میڈل کے ایوارڈ دیے گئے جب کہ 8 ریسرچ اسکالرز کو M.Phil کی سند حاصل کرنے پر سلور ایوارڈ دیا گیا۔

۹۔ اکیسویں صدی کے آغاز کے موقعہ پر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی مجلس عاملہ نے ادارہ کی تیسری دھائی کی ابتدا سے سالنامہ معارف رضا اردو کے ساتھ ساتھ ماہنامہ معارف اردو کے، اجراء کا فیصلہ کیا اور الحمدللہ پوری دھائی میں ماہنامہ معارف رضا کا اجرا جاری رہا اور یہ سلسلہ جاری ہے اسی طرح 2000ء سے انگریزی سالنامہ معارفِ رضا کا علیحدہ ایڈیشن جاری کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا اور یہ سلسلہ بھی ہنوز جاری ہے اور اب انگریزی معارف رضا پاکستان ہائر ایجوکیشن کمیشن کے معیار کے مطابق شائع کیا جارہا ہے۔ اس معیاری سالنامہ معارف رضا انگریزی 2010ء کی اس سال کانفرنس کے موقعہ پر صدر مجلس سے تقریب رونمائی کروائی جائے گی۔

۱۰۔ 2004ء سے قبل سالنامہ اردو معارفِ رضا کے ساتھ عربی مضامین بھی شائع ہوتے رہے، مگر 2004ء میں ادارہ کی جانب سے عربی سالنامہ معارف رضا کا بھی اجرا ہوا جو 2009ء تک تسلسل کے ساتھ جاری رہا لیکن کچھ مسائل کی وجہ سے 2010ء میں شائع نہ ہوسکا لیکن امید کی جاتی ہے کہ 2012ء سے ان شاء اللہ اس کی دوبارہ سالانہ اشاعت شروع کردی جائے گی۔ علامہ اسلم رضا تحسینی صاحب نے ذمہ داری قبول کرلی ہے۔

۱۱۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے اپنے قیام کے فوراً بعد سب سے پہلی جو کتاب شائع کی وہ امام احمد رضا کا علم لوگورثم پر حاشیہ تھا۔ اس کے بعد سے آج تک ادارہ کی جانب سے امام احمد رضا کی 25 سے زیادہ تصانیف، عربی فارسی اور اردو زبانوں میں شائع کی جاچکی ہیں اس کے علاوہ مختلف اہلِ قلم کی کتب اور امام احمد رضا کی

کتابوں کے اردو، عربی اور انگریزی تراجم لگ بھگ 150 کے قریب شائع ہو چکے ہیں معارفِ رضا سالنامہ، ماہنامہ، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کی اشاعت اس کے علاوہ ہے۔ ادارہ کی اکثر مطبوعات مفت تقسیم کی گئی ہیں خاص کر علمی حلقوں میں اس کی تقسیم کو زیادہ اہمیت دی گئی جس کے مثبت نتائج سامنے آئے اور اب امام احمد رضا کو پاکستان کی تمام جامعات میں ایک مفکر، مفتی محدث اور سیاسی مدبّر کے طور پر پہچانا جاتا ہے اور ان تمام پہلوؤں سے امام احمد رضا پر مختلف جامعات میں Ph.D کے تھیسس لکھے جا چکے ہیں اور مزید لکھے جا رہے ہیں۔

۱۲۔ 1986ء سے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے ایک اور سمت میں امام احمد رضا کی تعلیمات کو روشناس کرانے کی بھرپور کوشش کی میری مراد ہے پرنٹ میڈیا۔ چنانچہ صفر المظفر کے مہینے میں 25 صفر کی تاریخ کو پاکستان کے تمام بڑے بڑے اخبارات میں بالخصوص، جنگ، نوائے وقت، آغاز، حریت، قومی اخبار وغیرہ میں امام احمد رضا ایڈیشن شائع کروانے کا اہتمام کیا جاتا ہے جو 25 سال سے جاری و ساری ہے اور ہر سال تمام اخبارات امام احمد رضا کے یوم وصال کے موقع پر ایڈیشن شائع کرتے ہیں۔ ادارہ کے پاس تمام اخبارات کے ایڈیشن کی فائل موجود ہے۔

۱۳۔ الیکٹرونک میڈیا میں 1988ء میں پہلی مرتبہ PTV سے امام احمد رضا پر انسائیکلو پیڈیا پروگرام میں چند منٹ کا ذکر خیر ہوا اس کے بعد ادارہ نے ایک Documentary فلم اسکرپٹ کے ساتھ PTV کو بنا کر دی جو 20 منٹ دورانیہ کی تھی اور وہ PTV پر متعدد بار چلائی گئی پھر 2000ء کے بعد جب Private چینل کا اجرا ہوا اس کے بعد سے کئی TV چینلز سے امام احمد رضا کے یوم وصال کے موقعہ پر پروگرام پیش کئے جاتے ہیں ان میں نمایاں چینل ARY، QTV، حق، رنگ، لبیک، میٹرو، دھوم نمایاں ہیں جب کہ Noor TV جس کی نشریات لندن سے جاری ہوتی ہیں۔

پچھلے 3 سالوں سے سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کی پوری کوریج کرتا ہے اور اس کو کئی دفعہ نشر کرتا ہے پچھلے سال Noor TV کے چینل پر عشرہ امام احمد رضا کا اہتمام کیا گیا اور ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی جانب سے 6 مذاکرات اور 5 Presentations بنائی گئی تھیں جو Noor TV نے نہ صرف دسوں دن نشر کیں بلکہ بعد میں بھی کئی دفعہ ان پروگراموں کو نشرِ مکرر کے طور پر بار بار پیش کیا جس کے لئے ادارہ انتہائی ممنون ہے۔ Noor TV سے پہلی دفعہ ایک انتہائی طویل Live Program امام احمد رضا کے عرس کے موقعہ پر پیش کیا گیا اور اس پروگرام میں کراچی سے احقر نے بھی Online کلام کیا جب کہ انڈیا سے علامہ محمد حنیف خاں رضوی نے بھی Online گفتگو کی۔ اس پروگرام کو بھی کئی دفعہ نشرِ مکرر کے طور پر پیش کیا جاتا رہا۔

۱۴۔ ادارۂ کے تعاون کے باعث جامعہ کراچی کے مختلف شعبوں مثلاً شیخ زاید اسلامک سینٹر، شعبۂ علوم اسلامی، شعبۂ قرآن و سنۃ، شعبۂ سیاسات، شعبہ مطالعہ پاکستان وغیرہا میں B.A، B.S، M.A اور M.S سطح کے سلیبس میں امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی اور دیگر علما اہلِ سنّت کی کتب کو شامل کیا گیا ہے۔ امام احمد رضا کو کئی شعبہ جات کے مختلف پرچوں میں ایک مفکر، مدبر، مفسر اور محدث کی حیثیت سے بھی شامل کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے جامعہ کراچی کے ان شعبوں کے موجودہ سلیبس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۵۔ 1980۔ 2010 تسلسل کے ساتھ امام احمد رضا کانفرنسوں کا ہر سال اہتمام رہا۔ 1983 تا 2006ء امام احمد رضا سالانہ کانفرنسوں کا اہتمام عموماً کراچی کے ممتاز اور بڑے ہوٹلوں کے آڈیٹوریم یا ہال میں منعقد ہوتا رہا اور یہ قدم اس لئے اٹھایا گیا تھا کہ شہر کے پڑھے لکھے طبقے میں بالخصوص، بیوروکریٹ، عدلیہ، حکومت، سرمایہ دار حضرات اور اسی طرح کے لوگوں کو ان کے ذہن کے معیار کے مطابق ان جگہوں پر بلایا جائے اور پھر ان کے سامنے امام احمد رضا کی تعلیمات سے ان کو روشناس کرایا جائے۔ الحمد للہ ہم اس حکمتِ عملی میں کامیاب ہوئے اور ایک وسیع پڑھے لکھے طبقے میں امام احمد رضا کو بھرپور انداز میں متعارف کروانے میں کامیاب ہوئے۔

ان 30 سالوں میں بہت زیادہ نمایاں شخصیات جو ادارہ کی سالانہ کانفرنسوں میں تشریف لائیں اور جنھوں نے بھرپور طور پر امام

احمد رضا کی تعلیمات سے استفادہ کیا اور متاثر ہو کر بہت مثبت خیالات کا اظہار کیا ان میں چند حضرات کے نام ضرور ملاحظہ کریں:

۱۔ ایم آئی ارشد صاحب (ر) ایئر ایڈ مرل پاکستان نیوی، (۲) پروفیسر ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی پروفیسر ایم ٹس جامعہ کراچی، (۳) سید الطاف بریلوی بانی سرسید ایجوکیشنل سوسائٹی، (۴) سید انور علی ایڈوکیٹ، (۵) پروفیسر ڈاکٹر ایوب قادری، (۶) ڈاکٹر جمیل جالبی، (۷) ڈاکٹر بشارت علی، (۸) ڈاکٹر فرمان فتحپوری، (۹) ڈاکٹر اسلم فرخی، (۱۰) ڈاکٹر ابو الخیر کشفی، (۱۱) پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد، (۱۲) پروفیسر ڈاکٹر عبد الرشید، (۱۳) جناب ذاکر علی خاں علیگڑھی، (۱۴) پروفیسر سحر انصاری، (۱۵) جسٹس عبادت یار خاں، (۱۶) جسٹس نعیم الدین، (۱۷) پروفیسر علی محسن صدیقی، (۱۸) جسٹس اجمل میاں، (۱۹) حکیم محمد سعید (3 دفعہ صدارت فرمائی)، (۲۰) جسٹس محمد حلیم صاحب، (۲۱) مولانا کوثر نیازی، (۲۲)، جسٹس میاں محبوب احمد، (۲۳) پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد شمسی، (۲۴) مولانا فضل قدیر ندوی، (۲۵) ڈاکٹر منظور الدین احمد، (۲۶) پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد طفیل، (۲۷) میر عبد الجبار خاں ڈپٹی چیرمین سینٹ، (۲۸) پروفیسر ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، (۲۹) پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر، (۳۰) پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق ابڑو، (۳۱) پروفیسر ڈاکٹر عبد الجبار جونیجو، (۳۲) محترم جناب ظلِ احمد نظامی، (۳۳) پروفیسر انوار احمد زئی، (۳۴) خواجہ قدیر احمد، (۳۵) محترم جناب اجمل خٹک، (۳۶) پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، (۳۷) پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، (۳۸) پروفیسر ڈاکٹر سید ظفر زیدی، (۳۹) پروفیسر ڈاکٹر پیر زادہ قاسم رضا صدیقی، (۴۰) میاں انوار الحق رامے، (۴۱) جناب قمر الزماں شاہ صاحب، (۴۲) جناب معین الدین حیدر، (۴۳) محترم سید سردار احمد، (۴۴) جسٹس عتیق الرحمٰن شاہ بخاری، (۴۵) پروفیسر ڈاکٹر ابوذر واجدی، (۴۶) پروفیسر محمد شعیب خاں، (۴۷) پروفیسر ڈاکٹر اخلاق احمد، (۴۸) پرفیسر ڈاکٹر عبد الشہید نعمانی، (۴۹) پروفیسر ڈاکٹر خلیل الرحمٰن، (۵۰) محترم جناب مظہر الحق صدیقی شیخ الجامعہ سندھ، (۵۱) پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر شیخ جامعہ وفاقی اردو یونیورسٹی۔

۱۶۔ ادارہ کے تعاون سے پاکستان سے باہر انڈیا، بنگلہ دیش، مصر، شام اور انگلینڈ و امریکہ میں متعدد جامعات میں ریسرچ اسکالرز امام احمد رضا پر تحقیق کر رہے ہیں۔ ادارہ ان کو مکمل علمی اور قلمی معاونت فراہم کرتا ہے۔ جامعہ الازھر میں اب تک ۴ افراد امام احمد رضا کی حیات کے مختلف گوشوں میں M.Phil کی سند حاصل کر چکے ہیں جبکہ شعبہ اردو میں ایک علیحدہ گوشۂ اعلیٰ حضرت قائم کیا گیا ہے اور ایک کانفرنس بنام امام احمد رضا کانفرنس بھی 2004ء میں الازہر کے اندر منعقد کی گئی تھی اور الازہر یونیورسٹی کے علاوہ دیگر جامعات کے پروفیسر حضرات نے امام احمد رضا کی تعلیمات سے متاثر ہو کر متعدد کتب اور مقالات عربی میں تحریر فرمائے ہیں جو معارفِ رضا عربی میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ بنگلہ دیش میں بھی کئی جامعات کے اندر امام احمد رضا کے حوالے سے ریسرچ کام شروع ہو چکا ہے اور صاحبزادہ وجاہت رسول قادری صاحب کے 3 تفصیلی دوروں کے بعد بنگلہ دیش کے نوجوان اسکالرز میں امام احمد رضا پر کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ادارہ کے مختلف اراکین کی مختلف کتب کے بنگلہ زبان میں تراجم بھی ہو رہے ہیں اور راقم کی Ph.D کی تھیسس کو وہاں کی ایک جامعہ میں ریفرنس بک کے طور پر شامل کر لیا گیا ہے۔

قارئین کرام!

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا پچھلی 3 دھائیوں سے تسلسل کے ساتھ اپنے معاونین اور اراکین کے ساتھ خدمت انجام دے رہا ہے ان 30 سالوں میں ادارہ سے وابستہ تمام سرپرست اور اہم قلمی معاونین دنیا سے رخصت ہوگئے لیکن یہ سب سابقین کی برکات ہیں کہ ادارہ الحمد للہ تعلیمات رضا کے فروغ میں مصروفِ عمل ہے اور کیوں نہ ہو کہ فیض رضا جاری ہے اور ان شاء اللہ جاری رہے گا۔

۱۷۔ چوتھی دھائی میں داخل ہونے سے قبل مجلس عاملہ نے یہ محسوس کیا کہ ادارہ کا موجودہ آفس ادارہ کے کام کے لیے ناکافی ہوتا جا رہا ہے اور اب امام احمد رضا کے تعارف کے بجائے امام احمد رضا کی اپنی تصانیف پر کام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے جس کے لیے ایک قلمی ٹیم کی بھی ضرورت ہے چنانچہ ادارہ کی مجلس عاملہ نے ادارہ کا موجودہ تنظیمی ڈھانچہ تبدیل کر کے

اس کو ٹرسٹ کی شکل دی اور اس نئے ٹرسٹ کا چیرمین محترم المقام الحاج محمد رفیق پردیسی برکاتی کو چنا گیا جنھوں نے ہماری اس درخواست کو قبول کرلیا۔ اس کے علاوہ ٹرسٹ میں شامل احباب اور ان کی ذمہ داریاں ملاحظہ کریں:

۱۔ صاحبزادہ وجاہت رسول قادری۔ صدر تاحیات۔
۲۔ علامہ اسلم رضا قادری تحسینی۔ اول نائب صدر۔
۳۔ عرفان ضیائی۔ دوم نائب صدر۔
۴۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری۔ جنرل سیکریٹری۔
۵۔ پروفیسر دلاور خاں نوری۔ جوائٹ سیکریٹری۔
۶۔ محترم جناب عبید الرحمٰن۔ فنانس سیکریٹری۔
۷۔ پروفیسر ڈاکٹر حسن امام۔ سیکریٹری نشرواشاعت۔
۸۔ صاحبزادہ سید ریاست رسول قادری۔ رکن۔
۹۔ الحاج عبد اللطیف قادری۔ رکن
۱۰۔ الحاج عبد الرزاق تابانی۔ رکن
۱۱۔ سیّد صُہیب علی۔ رکن

اس نئی مجلس عاملہ وٹرسیٹز کا پہلا اجلاس پچھلے سال رمضان سے قبل ہوا جس میں ادارہ کے نئے چیر مین الحاج محمد رفیق پردیسی برکاتی صاحب نے ادارہ کے لئے دو ہزار گز پر مشتمل وسیع زمین قطعہ کی خوشخبری سنائی کہ نارتھ کراچی اور یوپی موڑ کے قریب یہ زمین کا قطہ حاصل کرلیا گیا ہے اور جلد اس میں ایک مسجد اور دو منزلہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا ریسرچ انسٹیٹوٹ کا قیام عمل میں لایا جائیگا الحمد للہ پلان تیار ہوچکا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ 22 جنوری 2011 کی سالانہ کانفرنس کے بعد جلد اس کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا جائیگا۔

ادارہ کے اس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ایک بہت بڑی لائبریری کے علاوہ کمیونیکیشن کی تمام تر جدید سہولیات فراہم کی جائینگی، ہوسٹل، ایڈمن بلاک، کانفرنس ہال، ریسرچ روم، کلاسس روم کے علاوہ ایک بڑا آڈیٹوریم بھی بنایا جائے گا اور ان شاء اللہ 2۔3 سالوں کے اندر ادارہ کے انسٹی ٹیوٹ کو ڈگری ایوارڈ انسٹی ٹیوٹ بنایا جائیگا۔

قارئین کرام! امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کے وصال کو 92 برس ہوچکے ہیں اور صرف 8 سال بعد آپ کے وصال کا 100 سال مکمل ہوجائینگے ادارہ کی مجلس عاملہ کی ریسرچ کمیٹی نے ابھی سے اس بڑے ایونٹ کی تیاری شروع کردی ہے جس کی تفصیل بعد میں بتادی جائے گی مگر یہاں اختصار سے اس پلان سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ جس میں بہت زیادہ تعداد میں اہلِ علم وقلم سے تعاون درکار رہے گا۔

۱۸۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے تعاون سے اب تک 25 Ph.D کی اسناد امام احمد رضا فاضل بریلوی کے مختلف علمی گوشوں کے حوالوں سے حاصل کی جاسکی ہیں۔ اب ہمارا عزم یہ ہے کہ بقیہ 8 سالوں میں دنیا بھر کی جامعات میں کوشش کرکے امام احمد رضا کے مختلف علمی گوشوں میں ریسرچ اسکالرز کو امام احمد رضا پر Ph.D کرنے کی ترغیب دی جائے اور اس تعداد کو جہاں تک ممکن ہے آگے بڑھایا جائے اور کاش کہ ہم 100 تعداد کروا کر اس سوسالہ جشن وصال اعلیٰ حضرت پر یہ عزم مکمل کرلیں۔ ادارہ اس سلسلے میں ان تمام ریسرچ اسکالرز سے جنھوں نے امام احمد رضا پر Ph.D کی سند حاصل کرلی ہے اور وہ تمام Supervisors جنھوں نے امام احمد رضا کے مختلف گوشوں پر اپنے طالب علموں کو Ph.D کروائی ہے وہ ان آٹھ سالوں میں کم از کم دو افراد کو مختلف عنوانات پر امام احمد رضا کے حوالے سے Ph.D میں داخلہ دلوائیں اور ہمارے اس عزم کی تکمیل میں ہماری مدد کریں۔ ادارہ کی طرف سے جہاں بھرپور علمی اور قلمی تعاون ہوگا وہیں ادارہ اس بات کا اعلان بھی کررہا ہے کہ ادارہ ہر Ph.D اسکالر کو کم از کم دو سال کی مناسب اسکالرشپ بھی پیش کرے گا تاکہ Ph.D اسکالرز کو دوسال تک معاشی سہارا حاصل ہوسکے ادارہ ان حضرات کو بھی جو Supervisor کی حیثیت میں یہ خدمت انجام دیں گے ان کی بھی پذیرائی کرے گا۔ تفصیلات ان شاء اللہ معارفِ رضا کے ماہانہ شماروں میں دیکھی جاسکے گی۔

۱۹۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا پچھلے 20 سالوں میں 36 گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ ان حضرات کو پیش کرچکا ہے جنھوں نے امام احمد رضا کے کئی علمی گوشوں میں تحقیق کرکے Ph.D کی سند حاصل کی ہے یا ان حضرات کو امام احمد رضا ریسرچ گولڈ میڈل ایوارڈ دیے گئے ہیں جنھوں نے Ph.D کی سند تو حاصل نہ کی مگر امام احمد رضا پر مبسوط علمی اور قلمی رشحات قلمبند کئے ہیں مثلاً، مفتی عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا کے 12 جہازی سائز فتاویٰ

رضویہ کو نہ صرف ایڈٹ کیا بلکہ عربی، فارسی عبارت کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ تمام حوالہ جات کے ماخذ و مراجع بھی تفصیل کے ساتھ پیش کئے اور ان تمام کاموں کو 30 جلدوں میں شائع کروایا۔ اسی طرح مولانا محمد حنیف خاں رضوی نوری صاحب نے امام احمد رضا کے حدیث اور تفسیری مواد کو مختلف کتابوں سے اخذ کرکے جامع الاحادیث کو 10 جلدوں میں شائع کروایا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور حضرت علامہ شمس بریلوی نے اعلیٰ حضرت پر علمی خدمات کو روشناس کروایا۔ حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ میں مسلسل جدوجہد جاری رکھتے ہوئے جہانِ رضا کے ذریعہ جہاں میں امام احمد رضا کو متعارف کروایا اور متعدد مقالات تحریر فرمائے ان حضرات کو بھی ادرہ نے گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ سے نوازا۔

۲۰۔ ادارہ نے اب ایک نیا اقدام کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ جس طرح امام احمد رضا ریسرچ گولڈ میڈل ایوارڈ Ph.D کرنے والوں کو دیا جاتا رہا ہے اب ہر سال بہترین کتب تصنیف کرنے پر امام احمد رضا ریسرچ کیش ایوارڈ دیا جائے گا۔ یہ کتاب جو امام احمد رضا کے کسی بھی علمی گوشے پر لکھی گئی ہوگی یا اس کتاب میں اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کو اجاگر کیا گیا ہوگا تو اس کتاب کو ادارہ کا ایک جیوری پینل انعام کے لیے منتخب کرے گا اور اس کو ہم اپنی سالانہ کانفرنس کے موقع پر امام احمد رضا ریسرچ کیش ایوارڈ پیش کیا کریں گے اس کی تفصیل ان شاء اللہ معارفِ رضا کے ماہانہ شماروں میں دیکھی اور پڑھی جاسکے گی۔

۲۱۔ امام احمد رضا قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے جہاں اور علمی اور قلمی کارنامے انجام دیے وہیں آپ نے روحانی اور عرفانی فیض کو جاری رکھنے کے لیے اپنے خاندان میں ایک محتاط اندازے کے مطابق 1294ھ / 1878ء میں خانقاہ قادریہ رضویہ کی بنیاد بھی رکھی جس کا سلسلہ آپ کی ذات سے 1340ھ / 1921ء تک جاری رہا اور اس دوران دونوں صاحبزادوں یعنی مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری رضوی اور حضرت مفتی اعظم محمد مصطفی رضا خاں قادری رضوی نوری کے علاوہ متعدد تلامذہ اور دیگر علما و مشائخ اہلِ سنّت کو سلسلہ قادریہ رضویہ کی اجازت و خلافت عطا کی ساتھ ہی ساتھ متعدد عرب کے علما و مشائخ کو بھی سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت و خلافت سے نوازا۔ اس مرکزی خانقاہ قادریہ رضویہ کو قائم ہوئے اب الحمد للہ 140 برس ہو چکے ہیں اور آج اس کے سجادہ نشین حضرت علامہ مولانا مفتی سبحان رضا خاں قادری رضوی نوری ہیں جو اعلیٰ حضرت کے پوتے کے پوتے ہیں یعنی پانچویں نسلِ تسلسل کے ساتھ مرکزی خانقاہ قادریہ رضویہ کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہے اور فیض رضا کو جاری رکھے ہوئے ہے جب کہ اعلیٰ حضرت کے خلفا اور ان خلفا کے خلفا ان خانقاہوں کو جو اس مرکزی خانقاہ کی ذیلی خانقاہیں ہیں سنبھالے ہوئے ہیں جب کہ اعلیٰ حضرت کے دونوں صاحبزادگان کے بھی خلفا اور خلفا کے خلفا اس مرکزی خانقاہ سے وابستگی رکھے ہوئے ہیں اور لوگوں کو ظاہر و باطن کی تعلیم دینے میں مصروفِ عمل ہیں۔

۲۲۔ ادرہ یہ سمجھتا ہے کہ اس مرکزی خانقاہ قادریہ رضویہ کے علاوہ دنیا بھر میں اس کی ذیلی خانقاہیں قائم ہوئیں اور کثیر تعداد میں اب بھی ان خانقاہوں سے تعلیماتِ رضا کا فروغ جاری و ساری ہے لہٰذا ان تمام دنیا بھر کی خانقاہوں سے روابط قائم کرکے سب کو مربوط کیا جائے اور ایک بین الاقوامی تنظیم عالمی خانقاہ قادریہ رضویہ تشکیل دی جائے جس کی سرپرستی مرکزی خانقاہ کے سجادہ نشیں کریں اور ان سب خانقاہوں سے تفصیلات حاصل کرکے ایک ڈائریکٹری اور تذکرہ خانقاہ قادریہ رضویہ کے نام سے مرتب کیا جائے۔ اس سلسلے میں ادارہ بہت جلد ایک تفصیلی پروگرام مرتب کرکے Internet کے ذریعہ دنیا بھر کی تمام خانقاہ قادریہ رضویہ سے رابطہ قائم کرے گا اور اس ڈائیریکٹری کو جلد از جلد مکمل کرے گا۔

۲۳۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے موجودہ اراکین کو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرکزی خانقاہ قادریہ بغداد کے موجودہ سجادہ نشین حضرت شیخ سید عبدالرحمٰن گیلانی مدظلہ العالی نے ایک اہم ٹاسک دیا ہے کہ آپ لوگ کوشش کریں کہ ایک عالمی قادری فاؤنڈیشن قائم کی جائے اور اس پلیٹ فارم پر دنیا بھر سے سلسلہ قادریہ کو جمع کیا جائے تاکہ تعلیماتِ صوفیہ اور بالخصوص تعلیمات غوث الورٰی سے لوگوں کو بھرپور انداز میں متعارف کروایا جائے کہ اس وقت دنیا میں ایک دفعہ پھر

لوگ صوفی ازم کی طرف نگاہ دوڑا رہے ہیں اور ان صوفیاں کی تعلیمات میں ہی نجات محسوس کررہے ہیں اس لیے تمام سلسلہ قادریہ کے لوگ اکٹھا ہوکر دورِ حاضر کے تناظر میں ایسا روحانی سلیبس مرتب کریں کہ آسانی کے ساتھ سب عمل کرسکیں اور سب جھنڈا قادری کے نیچے رہتے ہوئے یکسانیت کے ساتھ تصوف کی تعلیمات کے ذریعہ لوگوں کو اللہ اُس کے رسول ﷺ کے دین کی طرز قائم رکھ سکیں۔ حضرت نے یہ ٹاسک حال ہی میں ادارہ کے چیرمین الحاج محمد رفیق برکاتی کے گھر ان کے بھائی محترم محمد امین برکاتی کے بیٹے کی شادی کے موقع پر دیا اور اس بات کا وعدہ کیا کہ وہ فوراً اس عالمی تنظیم قادری کے قیام کے سلسلے میں بھرپوا تعاون کرتے رہیں گے۔

ادارہ اس اہم عالمی تنظیم قادری کے قیام کے سلسلے میں بھی مشاورت کررہاہے اور ان شاء اللہ جلد اس سلسلے میں بھی ایک مربوط پلان بناکر کام شروع کریں گے۔ راقم یہ خیال کرتا ہے کہ جس طرح دنیا میں حضرات احناف کی اکثریت ہے اگر اس پلان پر عمل کرلیا گیا تو شائد دنیا کی یہ بہت بڑی تنظیم بن سکتی ہے اور خاص کر سلاسل کے حوالے سے بھی سب سے بڑی تنظیم بن جائے تمام قارئین کرام سے ان دونوں منصوبہ جات کی کامیابی کے لیے دعا کی اور تعاون کی درخواست ہے۔

۲۴۔ امام احمد رضا کی تعلیمات کے فروغ کے سلسلے میں مرکزی خانقاہ قادریہ رضویہ بریلی شریف نے بھی بہت نمایاں کارنامے انجام دیے ہیں ان میں ایک اہم ترین قلمی کارنامہ یہ ہے کہ اس خانقاہ کے دوسرے سجادہ نشین حضرت علامہ مولانا مفتی ابراہیم رضا خاں قادری رضوی (المتوفی 1385ھ/1965ء) ابن مولانا مفتی محمد حامد رضا خاں قادری رضوی نے 1960ء میں ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" کا اجرا کیا جو آج تسلسل کے ساتھ 50 سال مکمل کرچکا ہے اور اس سال ماہنامہ رسالۂ "اعلیٰ حضرت" کا 50 واں گولڈن جوبلی سال منایا جارہا ہے۔ ادارہ اپنے تمام اراکین کی جانب سے اس رسالۂ کے مدیر اعلیٰ اور سجادہ نشین خانقاہ قادریہ رضویہ جناب مفتی سبحان رضا خاں قادری رضوی کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہے اور دعا گو ہیں کہ یہ خانقاہ، خانقاہ کی تعلیمات بشکل رسالہ اور خانقاہ کا مدرسہ منظر اسلام اور خانقاہ کی مسند افتاء خداوند کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے تا صبح قیامت قائم اور دائم رکھے۔ آمین اور یہ فیض رضا ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے۔

مسک اہلِ سنّت سلامت رہے
مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے

۲۵۔ قارئین کرام!

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا ٹرسٹ کے تحت 2011ء کی امام احمد رضا کانفرنس کا اہتمام جامعہ کراچی کے شیخ زاید اسلامک سینٹر میں کیا گیا ہے۔ یہ نئے ٹرسٹ کے تحت اور ہمارے چوتھائی دھائی کی پہلی کانفرنس ہے۔ اس سال سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کے موقعہ پر سالانہ معارف رضا شمارہ 31 کا اجرا نہیں کیا گیا ہے اور اس کے بجائے ماہنامہ جنوری شمارہ نمبر ا شائع کیا گیا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم اردو معارف رضا کا سالانہ شمارہ بھی اسی معیار کا لانا چاہتے ہیں جس معیار کا ہم نے 2010ء میں انگریزی معارف رضا کا شمارہ شائع کیا ہے جس کو پاکستان ہائر ایجوکیشن کمیشن نے بھی معیاری قرار دیا ہے۔ اب ہم کوشش میں مصروف ہیں کہ اردو سالنامہ معارفِ رضا کا 31 واں شمارہ بھی اس بین الاقوامی معیار کے مطابق ہو اس لیے ہم قارئین کو خوشخبری دینا چاہتے ہیں کہ انشاءاللہ العزیز اپریل یا مئی تک ہم 31واں سالانہ معارفِ رضا اردو شائع کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے اس لیے اس وقت تک ماہنامہ معارف رضا کا سلسلہ جاری رہے گا۔

اس سالانہ امام احمد رضا کانفرنس 2011ء کے موقعہ پر صرف مجلہ امام احمد رضا کانفرنس شائع کیا جارہا ہے بقیہ کتب کی اشاعت کا سلسلہ چند ماہ بعد شروع کریں گے جب ہم ادارے کی اپنی نئی تعمیر کردہ عمارت میں منتقل ہوجائیں گے پھر ان شاء اللہ اشاعت، تحقیق اور دیگر شعبہ بھرپور انداز میں کام کریں گے۔

قارئین کرام!

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا ٹرسٹ کے تمام اراکین کے لیے آپ سے دعا کی درخواست اور ہے ساتھ ہی آپ سے علمی، قلمی اور مالی تعاون کی بھی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور فیض رضا کے سائے میں ہم کو کامیابیاں عطا کرے۔

✪✪✪✪✪

DR. FEHMIDA MIRZA
SPEAKER

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

Islamabad

The

پیغام

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے عظیم محدث وفقیہ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کے مشن اور فکر کے ابلاغ کیلئے اس سال بھی امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے۔ میں اس عظیم اقدام پر سید وجاہت رسول قادری دامت برکاتہ قدسیہ کو ہدیہ سپاس پیش کرتی ہوں۔

اس عظیم کانفرنس میں امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کی شخصیت، ان کے علمی اور روحانی کارناموں اور ان کے عشق رسول پر ملک و بیرون ملک کے مشہور علماء، فضلاء اور دیگر ارباب فکر و دانش اعلیٰ سطح کے تحقیقی مقالات پیش کریں گے۔ چنانچہ میرے لیے اتنی بڑی شخصیت کیلئے کسی رائے کا اظہار کرنا از بس دشوار ہے۔ لیکن اس عظیم روحانی شخصیت اور عاشق رسول کے بارے میں اس امید پر چند کلمات رقم کرنے کی جسارت کر رہی ہوں کہ ممکن ہے کہ یہ چند الفاظ ہی میری آخرت کا توشہ بن جائیں۔

امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ قرآن مجید فرقان حمید کی اس آیۃ مبارک کا بجا طور پر مصداق ہیں جس میں ذات صمدیت نے فرمایا: یا ایتھاالنفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ۔

امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کے مشہور عالم تحقیق "العطایۃ النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ" کی نظیر نہیں ملتی ان کا تبحر علمی اپنے تمام ہم عصروں پر فوقیت رکھتا ہے۔ انھوں نے جب بھی قلم اٹھایا تو خوب اٹھایا۔ ان کی کتب میں جہاں دقیق سائنسی اسرار و رموز پنہاں ہیں وہاں جدید معاشی و معاشرتی مسائل کا حل بھی موجود ہے۔ خاص طور پر "الکفل الفقیہ الفاھم فی مسئلہ قرطاس الدراھم" لکھ کر انھوں نے عرب و عجم کے علماء کو نہ صرف ورطہ حیرت میں ڈال دیا بلکہ جدید خطوط پر اسلامی بنکاری کی اساس بھی فراہم فرما دی۔

میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت کے درجات کو مزید بلند فرمائے اور ان کے فیضان کو عام فرمائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین

Fehmida Mirza

ڈاکٹر فہمیدہ مرزا

UNIVERSITY OF SINDH
JAMSHORO SINDH, PAKISTAN

Dr. Nazir A. Mughal
(President's Pride of Performance)
VICE-CHANCELLOR

پیغام

گرامی نامہ موصول ہوا، یاد آوری کے لیے ممنون ہوں۔گذشتہ برسوں کی طرح امسال بھی آپ نے اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت کو ان کی خدمات عالیہ پر خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ''امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس برائے 2011 کے انعقاد کا بیڑا اٹھایا ہے۔اللہ ربّ العزت آپ کو کام یابی اور کامرانی عطا فرمائے۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کا شمار برصغیر پاک و ہند کے ان علمائے حق میں ہوتا ہے جنھوں نے علم و ادب کی ایسی شمعیں روشن کیں جن کی تابانی میں تا قیامت کوئی فرق نہ آئے گا۔ وہ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔وہ بہ یک وقت محقق، محدث، فقیہ، مجدّد اور مجتہد تھے۔ ان کی صلاحیتوں کا اعتراف ہر طبقۂ فکر کے لوگ اپنے اپنے انداز میں کرتے رہے ہیں اور رہتی دنیا تک کرتے رہیں گے کیوں کہ وہ ایک خالص اسلامی معاشرے کے قیام کے خواہاں تھے اور تمام زندگی اسی کے لیے کوشاں رہے۔چناں چہ اپنے اس عظیم مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انھوں نے 1894 میں ایک جامع تعلیمی منصوبہ تیار کیا۔ اس کی عملی شکل آج بھی دینی مدارس میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ان کی خدمات جلیلہ میں اس تعلیمی منصوبے کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔اس منصوبے پر عمل کر کے حقیقی معنوں میں اعتدال پسند اسلامی معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

ہر چند کہ اب وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ان کی پاکیزہ زندگی اور ان کی تصانیف (جو تعداد میں اتنی زیادہ ہیں کہ اگر صرف ان کے عنوانات درج کیے جائیں تو ایک علاحدہ دفتر ہو جائے) ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

آپ کے ادارے نے ان کے پیغام کو عام کرنے کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں میں انھیں رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اعزاز و تحسین کا مستحق سمجھتا ہوں۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اس ادارے کے تمام کارکنان کو ہمت و توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے مشن کو جاری رکھیں اور کانفرنسوں کا یہ سلسلہ اپنے مقاصد کے حصول میں کام یاب ہو۔آمین

Namughal 15/12/10
پروفیسر ڈاکٹر نذیر اے مغل
شیخ الجامعہ، جامعہ سندھ، جام شورو

Ph: (022)2771363 / 2771544 Fax: (022) 2771372 Res: (022) 2771193 Fax: (022) 2771246 E-mail: vc@usindh.edu.pk / mughal.nazir3@gmail.com

وفاقی اردو یونیورسٹی برائے فنون، سائنس اور ٹیکنالوجی

دفتر رجسٹرار، انتظامی بلاک یونیورسٹی روڈ گلشن اقبال کراچی 75300

مجاریہ / ادرا/ ۴۲۴۷ /
تاریخ:۔ ۱۵ / دسمبر ۲۰۱۰ء

محترم جناب پروفیسر مجید اللہ قادری
جنرل سیکریٹری
ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل
کراچی

مکرمی السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

ادارے کے ذمہ داران قابل مبارکباد ہیں کہ جن کی کوششوں وکاشوں کی بدولت روح اسلام یعنی عشق رسول ﷺ میں تازگی و بیداری میں آئے دن اضافہ ممکن ہوا ہے۔ وسعت قلبی سے غور کرنے پر روز روشن کی طرح یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ حضرت امام احمد رضا خان کی بے مثال خدمات نے جان ایمان اور روح اسلام کو نہ صرف عام فہم کیا ہے بلکہ کسوٹی ایمان مہیا کردی ہے۔ نعتیہ کلام ہو یا ترجمہ قرآن خطبات ہوں یا فتویٰ ہر جگہ وموقع پر ایمان کو محفوظ ونمایاں کرنے کا عندیہ عام ہے۔ اس سلسلے میں جتنی بھی مدح کی جائے کم ہے!

اللہ تعالیٰ آپ کے جذبہ اخلاص میں مزید اضافہ فرمائے اور آپ کے ساتھ شانہ بشانہ کام کرنے والوں میں اضافہ فرمائے ۔آمین۔

بہرحال ایسے تمام امور اللہ تعالیٰ کی عنایت خاص، سرکار کائنات ﷺ کی نظر شفقت، اہل بیت اطہار وصحابہ کرام اور اولیا کرام رضی اللہ عنہم کے فیض سے ہی پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں جو یقیناً ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابیوں کے ضامن ہیں۔

دعاؤں کا طالب

قمر الحق

پروفیسر ڈاکٹر قمر الحق
رجسٹرار

پتہ: اسلام آباد۔ G-7/1 (واپڈا ہاؤس) زیرو پوائنٹ اسلام آباد فون: 051-9252856 فیکس: 051-9252855
کراچی۔ فون: 021-92343945 فیکس: 021-9244272

Ph. Off : 9260202
Fax : 9260201

Board of Intermediate Education Karachi
KARACHI - 74700

Anwar Ahmed Zai
Chairman

Date: 20-12-2010

BIE/CHAIRMAN/PS-15/858/2010

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
سیکرٹری جنرل
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

السلام علیکم!

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا اور یہ معلوم کر کے از حد خوشی ہوئی کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے افکار عوام اور خواص تک پہنچانے اور اعلیٰ حضرت کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے 22 جنوری 2011ء کو امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے اور اس موقع کو یادگار بنانے کے لئے ایک خوبصورت مجلّہ بھی شائع کر رہا ہے۔ ادارہ کی جانب سے اس موقع پر شائع کیا جانے والا ضخیم سالنامہ ''معارفِ رضا'' اپنی مثال آپ ہوتا ہے جس میں دنیا بھر کے علماء، فضلاء، دانشور اور ماہرین تعلیم اپنے مقالات میں حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی دینی و ملی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ امام احمد رضاؒ کی ہمہ گیر شخصیت بیک وقت عالم دین، مصنف، صوفی، مفسر قرآن و حدیث، فقیہ اور عشقِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کلیتاً ڈوبے ہوئے شاعر کی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے مذہبی موضوعات کے ساتھ ساتھ سائنس، منطق، فلسفہ اور بینکنگ وغیرہ کے عنوانات پر بھی معرکۃ الآراء تصانیف ہماری رہنمائی کے لئے چھوڑی ہیں۔ دینی میدان میں بیش بہا خدمات کے ساتھ ساتھ آپ نے ملی نظریہ کی تشکیلی تحریک میں بھی اپنے حصے کا کام بخوبی پورا کیا۔ آج پوری دنیا میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے علم وفن کا اعتراف کیا جا رہا ہے اور مختلف جامعات میں اسکالر اعلیٰ حضرت کی زندگی کے مختلف زاویوں پر Ph.D کے مقالے لکھ کر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی امام احمد رضا محدث بریلوی کی تعلیمات کو فروغ دینے کے لئے جو خدمات ہیں ان کا اندازہ تو ادارہ کی تحریک پر پی ایچ ڈی، ایم فل اور ایم ایڈ کرنے والے افراد کی فہرست دیکھ کر ہی بخوبی ہو جاتا ہے۔ کتابوں کی اشاعت اور دنیا بھر میں ترسیل کے ساتھ ساتھ ادارے کا ایک بڑا کام دور جدید کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ویب سائٹ پر یہ تمام کتابیں بغیر کسی قیمت کے پیش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ادارہ تحقیقات احمد رضا انٹرنیشنل اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرے اور یونہی امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے فکر و مشن کے ابلاغ کے لئے کام کرتا رہے۔ آمین

(پروفیسر) انواراحمدزئی
چیئرمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Dr. Zuhoor Ahmad Azhar
Professor Emeritus of Arabic,
Professor of Hujveri Chair,
Punjab University, Lahore.

أ.د ظهور أحمد أظهر
أستاذ العربية الفخرى
أستاذ كرسى الشيخ الهجويرى
لجامعة بنجاب، بلاهور

ایک فاتحِ عالم مفکر

حضرت امام احمد رضا، رحمۃ اللہ علیہ، ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جن کی فکر حدود و قیود کی پابند نہیں، وہ ایک عالمگیر اور ہمہ پہلو شخصیت کے مالک ہیں، ان کی فکر ہر ذہن کو متاثر کرتی اور ہر دل میں جگہ بناتی ہے مگر ان کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ اور استیعاب کسی ایک صاحبِ قلم کا کام نہیں!

ان کی فکر کو حدود میں قید کرنے کی سعی لاحاصل بھی ہوئی اور ان کی شخصیت کو بھی چھپانے اور ڈھانپنے کے جتن ہوتے رہے مگر جس فکر کا محور و مرکز حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں بھلا وہ کیسے حدود و قیود کو قبول کر سکتی ہے اور جس شخصیت کو فکرِ قرآنی نصیب ہو اسے اندھیروں میں تو نہیں چھپایا جا سکتا نا!

کبھی وہ محض مترجمِ قرآن سمجھے گئے مگر اس ترجمہ کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ کوئی نہ کر سکا، کچھ لوگوں نے انہیں ایک فتویٰ نویس ہی تصور کیا مگر ان کی فقیہانہ جدت طرازی اور معاملہ فہمی کا ادراک نہ کر سکے، بعض نے انہیں ایک نعت گو جانا مگر یہ نہ جان پائے کہ وہ تو عربی، فارسی، اردو اور ہندی شاعری کی تمام رعنائیاں مدائحِ نبویہ میں سمو کر انسانی قلب و دماغ کو رنگ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات جاوداں بخش رہے ہیں! آج جب کہ ان کی فکر سے عرب و عجم آگاہ ہو رہے ہیں تو ان کی فکر اور شخصیت کا کچھ کچھ اندازہ ہو رہا ہے!

ظہور احمد اظہر
16/12/10

بخدمت سید وجاہت رسول ح

پروفیسر ڈاکٹر محمد انور خان
شعبہ تقابلِ ادیان وثقافتِ اسلامیہ جامعہ سندھ، جامشورو (پاکستان)

پیغام

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضاؒ انٹرنیشنل کراچی اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ہر سال کی طرح امسال بھی حضرت امام احمد رضاؒ انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد کررہا ہے، یہ بات میرے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے خوشی ومسرت کا باعث ہے۔

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت نہ صرف جنوبی ایشیاء بلکہ پورے عالمِ اسلام کے لیے انتہائی معتبر اور مؤثر ہے۔ آپ کی شخصیت ہمہ جہت ہے، آپ میں سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں، اس کے ساتھ آپ ایک عظیم المرتبت فقیہہ، اپنے زمانے کے بڑے مفکر اور مبلغِ اسلام تھے۔ آپ کی ان تمام خوبیوں اور خصوصیات کا اندازہ ہمیں آپ کی تعلیمات وتصنیفات اور تبلیغِ اسلام کے لیے کی گئی کاوشوں سے ہوتا ہے۔ آپ کی ان خدمات اور خوبیوں کا اعتراف اپنوں کے علاوہ غیر بھی کررہے ہیں۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ دنیا بھر کی بڑی یونیورسٹیز (جامعات) میں آپ کی علمی، ملی، سیاسی اور مذہبی ودینی خدمات پر معیاری مقالات لکھنے کا سلسلہ جاری ہے، اور بہت سے مقالہ نگاروں کو ان مقالات پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی اسناد جاری کی جاچکی ہیں۔

حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ ان تمام میدان میں خدمات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اور موجودہ حالات کی روشنی میں ہمیں چاہیئے کہ آپ کی تعلیمات وتصنیفات کو عوام اور خاص طور پر اقوامِ عالم کے سامنے لایا جائے تاکہ معلوم ہوسکے کہ دینِ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے اس میں کسی قسم کی دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس کے ساتھ آنے والی نسل کو ان تمام تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپؒ کی تصنیفات نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ ہماری آنے والی نسلیں خاص طور پر نوجوان نسل ان تعلیمات سے آگاہ ہوسکیں اور اپنے آپ کو موجودہ حالات کے فتنوں سے بچاسکیں اور ایک اچھا انسان اور اس سے بڑھ کر ایک اچھا مسلمان بناسکیں۔

آخر میں احقر ادارۂ کے روحِ رواں جناب وجاہت رسول قادری اور منتظمین کو اس عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد پر مبارک باد پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ آپ کی اس مقدس کاوش کو جاری رکھے اور اس کے طفیل ادارہ کے تمام کارکنان کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

والسلام مع الاکرام

پروفیسر ڈاکٹر محمد انور خان
صدر، شعبہ تقابل ادیان وثقافتِ اسلامیہ
جامعہ سندھ، جامشورو

786
IMAM AHMAD RAZA RESEARCH INSTITUTE, DHAKA
Bitul Aman Housing Scoicity, Adabar, Dhaka, Bangladesd

Re: Date : 29/12/2010

پیغام برائے امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۱ء بزبان بنگلہ

বাণী

আমরা জেনে আনন্দি যে, চতুর্থ শতাব্দীর মুজাদ্দিদ আ'লা হযরত ইমাম আহমদ রেযা জীবন-কর্মের গবেষণা্ বিষয়ক আন্তর্জাতিক প্রতিষ্ঠান 'এদারা-ই তাহকিকাতে ইমাম আহমদ রেযা (করাচি)'র ব্যবস্থাপনায় প্রতি বছরের ন্যায় এ বছরও ইমাম আহমদ রেযা ইন্টারন্যাশনাল কনফারেন্স ২০১১ অনুষ্ঠিত হতে যাচ্ছে।

ইমাম আহমদ রেযা রাহমাতুল্লাহি আলায়হি ইসলামী জ্ঞান-বিজ্ঞানের প্রচার-প্রসারে গুরুত্বপূর্ণ ভূমিকা পালন করেছেন। তাঁর প্রতিটি রচনা কালোত্তীর্ণ। তাঁর রচনাবলী ও চিন্তাধারা বর্তমান মুসলিম বিশ্বের চিন্তার রাজ্যে আলোড়ন সৃষ্টি করতে সক্ষম। তাই আ'লা হযরত ইমাম আহমদ রেযার জীবন-কর্মের চর্চা সময়ের দাবি।

আ'লা হযরত ইমাম আহমদ রেযার জীবন-কর্মের আন্তর্জাতিক গবেষণা প্রতিষ্ঠান 'এদারা-ই তাহকীকাতে ইমাম আহমদ রেযা করাচি' এ মহান মনীষীর চিন্তাধারাকে বিশ্বাব্যাপী ছড়িয়ে দেওয়ার জন্য কাজ করে যাচ্ছেন। এ মহৎ কাজের জন্য তাদের প্রতি আমাদের মোবারকবাদ রইলো। পূর্বের মতো এবারের কনফারেন্সও সফল ও সার্থক হোক- মহান রবের দরবারে এ প্রার্থনা রইলো। আমিন।

মুহাম্মদ নেজাম উদ্দিন
সেক্রেটারি
ইমাম আহমদ রেযা রিসার্চ ইনষ্টিটিউট
ঢাকা

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کو
سالانہ امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۱ء
پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

منجانب
محمد جنید قادری (B-11، عثمان پلازا، گلشن اقبال، بلاک 3، کراچی)

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضا کی قسم

عطیۂ اشتہار

خواجہ راشد علی

KDA فلیٹ، گلشنِ اقبال، کراچی۔

”مؤمن وہ ہے جو اُن کی عزت پہ مرے دل سے“

عبید رضا حنفی

امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”فتاویٰ رضویہ“، جلد ۲۹، ص ۲۵۴ پر ایمان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے، حضور کی حقانیت کو صدقِ دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مقر ہو اسے مسلمان جانیں گے جب کہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ ورسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ ورسول جل و علا وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو، اللہ ورسول کے مُحبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ ورسول کے مخالفوں بد گویوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں، جو کچھ دے اللہ کے لیے دے جو کچھ روکے، سو اس کا ایمان کامل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقدا ستکمل الایمان)) واللہ تعالی اعلم“۔

اسے اشعار میں اس طرح بیان کیا۔

ایمان ہے قال مصطفائی
قرآن ہے حالِ مصطفائی

اور فرماتے ہیں:

اللہ کی سر تابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

(حدائقِ بخشش)

نیز جلد ۱۵، ص ۴۳۱ پر فرماتے ہیں: ”سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے اِن سب میں اُن کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے اُن کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے، اور معاذاللہ ان میں کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں ادنی شک لانا کفر“۔ کفر کی اقسام یوں بیان کرتے ہیں: ”پھر یہ انکار جس سے خدا مجھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے دو طرح ہوتا ہے، لزومی والتزامی۔ **التزامی** یہ کہ ضروریاتِ دین سے کسی شئ کا تصریحاً خلاف کرے یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اگرچہ نامِ کفر سے چڑے اور کمال اسلام کا دعویٰ کرے۔۔۔ جیسے طائفہ تالفہ نیاچرہ کا وجودِ مَلک وجن وشیطان وآسمان ونار وجنان ومعجزات انبیاء علیہم افضل الصلوۃ والسلام سے ان معانی پر کہ اہلِ اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے متواتر ہیں، انکار کرنا اور اپنی تاویلاتِ باطلہ وتوہماتِ عاطلہ کو لے مرنا نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انھیں کفر سے بچائیں گے نہ محبت اسلام وہمدردی قوام کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے۔ اور **لزومی** یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر (کفر کی طرف لے جانے والی) ہوتی ہے یعنی مآلِ سخن ولازمِ حکم کو ترتیبِ مقدمات وتتمیمِ تقریبات کرتے لے چلئے تو انجام کار اس سے کسی ضرور دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض کا خلافت حقہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر وامیر المومنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے انکار کرنا کہ تضلیلِ جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی طرف مؤدی اور وہ قطعاً کفر مگر انھوں نے صراحۃ اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا بلکہ اس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہلبیت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علی مولاہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بناتے اور خلافت صدیقی وفاروقی پر ان کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں اس قسم کے کفر میں علماء اہلسنت مختلف ہوگئے جنھوں نے

مآل مقال ولازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعوت وبدمذہبی وضلالت وگمراہی ہے،والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ایمان وکفر کی تعریف جان لینے کے بعد آپ کی توجہ اس چیز کی طرف مبذول کرانا ہے کہ وطنِ عزیز پاکستان میں آج کل توہینِ رسالت کے قانون کے خلاف آوازیں بلند کی جارہی ہیں، یہود ونصاریٰ اور ان کی اذیال وذناب کی ایماء پر کچھ لوگ اس قانون کو ختم یا اس میں تحریف(ترمیم) کرانا چاہتے ہیں۔ مگر ان شاء اللہ تعالیٰ جب تک نبی کریم ﷺ کی ناموس پر جان دینے والا ایک بھی موجود ہے اس قانون میں اس وقت تک تبدیلی نہیں ہوسکے گی، کیونکہ جن کے صدقے ہمیں ایمان اور دنیا ومافیہا کی نعمتیں ملیں صرف ان کے نام پر ہی جان نثار کرنے والے ابھی الحمد للہ زندہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردانِ عرب
(حدائق بخشش)

تعلیماتِ رضا کی روشنی میں مسلمانانِ عالم کو اور خصوصاً مسلمانانِ پاکستان کو کیا کرنا چاہئے؟ جبکہ حالات ایسے ہوں کہ ہر طرف سے دشمنانِ دین وملت، مختلف سازشوں اور حیلے بہانوں سے اسلامی تعلیمات اور خصوصاً سیدِ عالم نورِ مجسم ﷺ کی ذات والا صفات کی شانِ اقدس پر حملے کررہے ہوں یا انہیں مسخ کرکے پیش کررہے ہوں اور تو اور وہ وقتاً فوقتاً مختلف ذرائع سے توہینِ رسالت کے مرتکب ہو رہے ہوں، ان چند سطور میں تعلیماتِ رضا کی روشنی میں کچھ چیزیں تجویز کی گئی ہیں امیدِ واثق کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو بہت جلد بہتر نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں بحوالہ بخاری شریف ایک حدیث بیان کی ہے جس کے آخری حصہ میں خیر وشر کے درمیان فرق واضح کرنے کے لیے ''نبی کریم ﷺ'' کی ذات کو ایک معیار قرار دیا گیا ہے: ''ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم فرق بین الناس''، یعنی: محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں، اسی باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں بحوالہ سنن ابو داود ومسندِ احمد حدیث میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے راستے (سنت) کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے ''فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین''، یعنی تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدہ کی سنت لازم ہے۔ اسی مشکوٰۃ کے باب مناقب قریش میں بحوالہ محدث زرین ایک حدیث میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ستاروں کی مانند قرار دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ''أصحابی کالنجوم فبأیھم اقتدیتم اھتدیتم''، یعنی: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی بھی کروگے ہدایت پاجاؤ گے۔ اسی مشکوٰۃ کے باب مناقب قریش میں بحوالہ مسند احمد ایک حدیث میں اہلِ بیت اطہار علیہم السلام کو کشتیِ نوح کی طرح قرار دیا گیا ہے: ''ألا إنّ مثل أھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلّف عنھا ھلك''، یعنی: سن لو تم میں میرے اہلِ بیت کی مثال کشتیِ نوح کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہو نجات پا جائے گا اور جو اس میں سوار نہ ہو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ان تمام احادیث کے معانی کو امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے ہی خوبصورت انداز میں اپنے اشعار میں اس طرح پرویا کہ۔

اہلسنت کا ہے بیڑا پار، اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
(حدائق بخشش)

مذکورہ بالا احادیث میں درج ذیل امور قابلِ غور ہیں: ۱۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ''ستاروں کی مانند'' کہنے کی کیا حکمت ہے؟ اور ۲۔ اہلبیتِ اطہار کو ''کشتیِ نوح کی طرح'' کہنے کی کیا حکمت ہے؟ قرآن کریم کی سورۂ انعام، آیت: ۹۷ میں ارشاد ہوتا ہے: ''وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ (97)''

ترجمہ: ""۔ نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک کشتی کا سمندر اور دریا میں چلنا بھی ہے۔ اب اگر کوئی صرف کشتی پر سوار ہو جائے اور ستاروں سے رہنمائی حاصل نہ کرے تو وہ ضرور گمراہ ہو جائے گا کیونکہ آج کے اس جدید دور میں بھی یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ سمندری سفر میں بسا اوقات جہازوں میں کمپاس وغیرہ جیسے سمت بتانے والے آلے بھی کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں پھر اس وقت صرف یہ "ستارے" ہی ہوتے ہیں جن کی مدد سے رہنمائی حاصل کر کے منزلِ مقصود تک پہنچا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی سمندری سفر کے لیے صرف ستاروں کو تھامے رکھے اور "کشتی" کو چھوڑ دے یہ گمان کرتے ہوئے کہ میں سمندر تیر کر پار کرلوں گا، تو یقیناً لوگ اسے مجنوں کہیں گے۔ یہ ضرور ہے کہ کشتی پر سوار ہو کر ستاروں سے روگردانی کرنے والا اور ستاروں کو تھام کر کشتی کو چھوڑنے والا یہ دونوں کہیں نہ کہیں ضرور پہنچیں گے۔۔۔ مگر کہاں۔۔۔؟ سیدنا شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے لوگوں کی منزل بہت واضح بتادی تھی اور فرمایا تھا: " قَدْ وَصَلُوْا اِلیٰ سَقَرْ "یعنی بے شک یہ لوگ پہنچ گئے مگر جہنم میں" والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر کوئی گمراہی کے سمندر سے نجات حاصل کرنا چاہے تو اسے لازم ہے کہ "کشتی" میں سوار ہو جائے اور یقیناً کشتی سے محبت کرنے والا کبھی اسے نقصان نہیں پہنچائے گا کیوں وہ جانتا ہے کہ اگر اسے نقصان پہنچایا تو غرق ہو جائے گا، نیز سوار ہو کر "ستاروں" سے راہنمائی لینا شروع کر دے ورنہ "منزلِ مقصود" تک نہیں پہنچ گا۔ مختصر یہ کہ "کشتی وستاروں" کا تعلق لازم وملزوم ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "تحفظِ ناموسِ رسالت" کے لیے جد وجہد کسے کرنی چاہئے؟ اور موجودہ دور میں اس کے لیے کون کون جدوجہد کر رہا ہے؟ تو یاد رکھئے کہ "تحفظِ ناموسِ رسالت" کے لیے کوشش کرنا صرف اور صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو مذکورہ بالا احادیث کے معیار پر پورے اترتے ہیں، یعنی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہ اور اہلبیتِ کرام رضی اللہ عنہم کے ماننے والے اور ان سب سے محبت کرنے والے ہیں یعنی: اہلسنت وجماعت سوادِ اعظم۔ رہا یہ کہ کون کون جدوجہد کر رہا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ کتنے ہی ایسے "گروہ" یا" فرقے" ہیں تو مسلمانانِ عالم کو دھوکا دینے کے لیے اور اپنے آقاؤں (یہود ونصاریٰ) سے امداد لینے کے لیے "تحفظِ ناموسِ رسالت" کے تحت مختلف جلسے جلوس کا انعقاد کر رہے ہیں دیواروں پر بینر چسپاں کر کے اور وال چاکنگ کر کے حقوق العباد تلف کر رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر تو اس قابل ہیں کہ "توہینِ رسالت" کے جرم میں ان کے خلاف کاروائی ہونی چاہئے اور سب کو کیفرِ کردار تک پہنچانا چاہئے، وہ کون لوگ ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کی صورت میں انکے بارے میں کچھ بتایا جاتا ہے:

گلہ نہیں ہے مریدِ رشید شیطاں سے
کہ اس کے وسعتِ علمی کا لاغ لے کے چلے
مگر خدا پہ جو دھبہ دروغ کا تھوپا
یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے چلے
وقوعِ کذب کے معنیٰ درست اور قدوس
ہئے کی پھوٹے عجب سبز باغ لے چلے
جہاں میں کوئی بھی کافر سے کافر ایسا ہے
جو اپنے رب پہ سفاہت کا داغ لے چلے
جو دین کوؤں کو دے بیٹھے ان کو یکساں ہے
کلاغ لے کے چلے یا اُلاغ لے کے چلے

چنانچہ ہدایت یافتہ ہونے کے لیے ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ آپ کے صحابہ اور ۳۔ آپ کی اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی نہ صرف عزت وتعظیم کرنا ضروری ہے بلکہ ان سب کی پیروی کرنا بھی لازم ہے۔ لہٰذا جو کوئی بھی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر نہ کرے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرے، یا آپ کے علمِ پاک کو عیب لگائے، یا آپ کی ختمِ نبوت کا انکار کرے یا ان کے معنی میں تحریف کرے، یا معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا کہے، یا وہ حضرات صحابہ کی شان میں تبرا کرے سو وہ یقیناً گمراہ خارجی، ناصبی یا رافضی ہے اور ان سب کی صحبت سے دور رہنا واجب۔

مؤمن وہ ہے جو اُن کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مـــرے دل سے

تعلیماتِ رضا کی روشنی میں مسلمانانِ عالم کو اور خصوصاً مسلمانانِ پاکستان کو کیا کرنا چاہئے؟ اس سلسلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا شریف سے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

"پیارے بھائیو! ۔۔۔ اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں: ایک تو اللہ و رسول کی اور دوسری خود میری، تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھیڑیں ہو، بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو، دیبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے (جیسے مودودیت وغامدیت وغیرہ)، اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنھوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا، یہ سب بھیڑیئے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔

حضور اقدس ﷺ رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، اُن سے تابعین روشن ہوئے، اُن سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، اُن سے ہم روشن ہوئے، اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول سے سچی محبت، ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور اُن کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ، پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔۔۔۔"۔

کیا ہم اہلِ پاکستان جو سیدنا داتا علی ہجویری و خواجہ معین الدین چشتی و دیگر اولیائے کاملین رحمۃ اللہ علیہم کے ماننے والے ہیں، اس وصیت پر عمل کرنے کے لیے تیار ہیں؟ کیا ہم اللہ و رسول اور ان کے پیاروں کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے قطع تعلق کرنے کو تیار ہیں؟ کیا ہم نہ صرف یہود و نصاریٰ کی مصنوعات کا بلکہ ان کی تہذیب و ثقافت کا بھی بائیکاٹ کرنے کو تیار ہیں یعنی صوم و صلوٰۃ کے پابند اور اپنے چہروں پر رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنت داڑھی مبارک رکھنے کو تیار ہیں۔۔۔؟ کیا ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں سیرتِ سیدہ فاطمہ زہرا و ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر عمل کرتے ہوئے اپنی اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کرنے کو تیار ہیں؟ نیز کیا ہم سب نے کم از کم زندگی میں ایک ہی مرتبہ سہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل کتب رسائل فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴ و ۱۵ سے پڑھ لیے ہیں، اگر نہیں تو کب تک پڑھ لیں گے؟:

۱۔ رد الرفضۃ۔ ۲۔ النفس الفکر فی قربان البقر۔
۳۔ الجبل الثانوی علیٰ کلیۃ التھانوی۔
۴۔ الدلائل القاہرۃ علیٰ الکفرۃ النیاشرۃ
۵۔ الکوبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ
۶۔ سل السیوف الہندیۃ علیٰ کفریات باباء النجدیۃ
۷۔ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح
۸۔ السوء والعقاب علیٰ المسیح الکذاب
۹۔ قہر الدیان علیٰ مرتد بقادیان
۱۰۔ الجزار الدیانی علیٰ المرتد القادیانی
۱۱۔ جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے ہماری جان، مال، عزت و آبرو خصوصاً ایمان وعقیدے کی حفاظت فرمائے اور ہمیں زندگی بھر قرآن و سنت پر عمل کرنے والا اور ان کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے والا بنائے نیز ہمیں اسلام و وطنِ عزیز پاکستان کی خدمت کرنے والا بنائے اور ہمیں دشمنانِ اسلام و پاکستان کے ساتھ حقیقی نفرت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

○○○○○

حضور مفتی اعظم ہند کی حمد نگاری

ڈاکٹر محمد امجد رضا خان (ایڈیٹر سہ ماہی رفاقت، پٹنہ)

کائنات کی ہر شے خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتی ہے، اس کی عظمت وقدرت کے گن گاتی ہے اس کی تسبیح وتحلیل اور تقدیس وتنزیہ کے نغمے الاپتی ہے۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اس کی صراحت آئی ہے۔ سورۂ صافات میں ہے: سبح للہ مافی السموٰات ومافی الارض وھو العزیز الحکیم۔ سورۂ حدید میں ہے: سبح للہ مافی السموٰات والارض وھوالعزیز الحکیم۔ سورۂ رعد میں ہے: ویسبح الرعد بحمدہ۔ سورۂ نور میں ہے: الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموٰات والارض۔ سورۂ اسرا میں ہے: تسبح لہ السموٰات السبع والارض وما فیھن۔ اسی سورہ میں دوسری جگہ ہے: وان من شی الا یسبح بحمدہ ولٰکن لاتفقھون تسبیحھم

حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا:

بذکرش ہرچہ بینی در خروش است
ولے داند دریں معنی کہ گوش است
نہ بلبل بر گلشن تسبیح خوانیست
کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبا نیست

یعنی ہر چیز اللہ کی ذکر میں بیخود ہے مگر اس راز کو وہی سمجھ سکتا ہے جو حق آشنا ہے۔ صرف بلبل اپنے پھول کو دیکھ کر تسبیح نہیں پڑھتا بلکہ کانٹے بھی خدا کی تسبیح میں رطب اللسان ہیں۔

انسان خدا کی تخلیق کا حسین شاہکار ہے اسے خدا نے احسن تقویم عطا کیا ہے۔ اسی کے سر پر لقد کرمنا بنی آدم کا تاج رکھا ہے، علمہ البیان اس کی شان اور علم الانسان مالم یعلم اس کی صفت ہے ——— اسے خداوند قدوس نے عقل کی قوت، فکر کی دولت، احساس کی حدت، زبان کی وسعت، بیان کی ندرت، جذبات ومحسوسات کے اظہار کی طاقت اور کائنات پہ حاکمیت عطا کی ہے پھر وہ خدا کی تسبیح وتحمید سے کیسے محروم رہ سکتا تھا۔

اس یقین کے باوجود کہ بندہ خدا کی حمد وثنا کا حق ادا نہیں کرسکتا، اس کے لئے خدا کی کامل معرفت درکار ہے اور بندے کو کما حقہ خدا کی معرفت ہو ہی نہیں سکتی۔ سب سے زیادہ رب کو پہچاننے والی ذات گرامی آقائے کریم ﷺ نے فرمایا: ما عرفناك حق معرفتك یعنی ہم نے تجھ کو اس طرح نہیں پہچانا جس طرح تجھے پہچاننے کا حق ہے، پھر وہ کون ہے جو خدا کی حقیقی اور کلی معرفت کا دعویٰ کرے مگر اس کے باوجود حمد سرائی اور ثنا گوئی کا عمل صدیوں سے جاری ہے بلکہ ابتدائے آفرینش سے جاری ہے اور اس وقت بھی جاری رہے گا جب کوئی نہ ہوگا اور خدا خود اپنی کبریائی بیان کرے گا لمن الملك الیوم ——— انسان اگر اپنے عمل میں مخلص ہے تو اس کا ہر عمل خدا کی حمد وثنا ہے۔ ذکر وفکر حرکت وسکون خوشی اور غم ہر کیفیت حمد ہے، ہر سانس عبادت ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس نے رب کی حمد وثنا میں بھی اشرفیت کا مظاہرہ کیا ہے اور کر رہا ہے۔ خدا کی ذات کل یوم ھو فی شان کی حامل ہے۔ تو اس کا بندہ اس کی صفت کے اظہار میں کل یوم ھو فی شان کا مظہر ہے۔ وہ ہر انداز اور ہر رنگ میں اس کی خلاقیت ورزاقیت اور قدرت وصنعت کے گن گاتا ہے۔ بندے کی حمد کا انداز عام مخلوقات سے جداگانہ اور متنوعانہ ہے وہ سوکر، رو کر، بو کر، دھوکر، ہر طرح اس کی حمد بیان کرتا ہے۔ کبھی اس کا یہ عمل اضطراری اور غیر شعوری طور پر ہوتا ہے اور کبھی کامل یکسوئی اور شعور کی پوری قوت کے ساتھ۔ کبھی زبان کو جنبش دے کر اور کبھی قلم کو حرکت دے کر، جذبات کے اظہار کے جتنے ذرائع ہیں انسان نے ان سبھی ذرائع کو خدا کی حمد سے مشرف کیا ہے، اور اسے قابل احترام بنا دیا ہے، ان ذرائع میں ایک پر اثر ذریعہ شاعری ہے، جس میں نثر سے زیادہ اثر انگیزی اور اثر پذیری کی قوت پنہاں ہے، ،صفات ربانی سے معمور دل والوں نے خدا کی حمد وثنا میں اظہار کے اس مؤثر ذریعہ کو بھی بھرپور انداز میں استعمال کیا ہے، چنانچہ عربی، فارسی، اردو تینوں زبانوں میں خدا کی تسبیح وتخلیل کے اشعار موجود ہیں مگر میرا موضوع چونکہ اردو کی حمدیہ شاعری بالخصوص حضور مفتی اعظم ہند کی حمدیہ شاعری ہے اس لئے میں عربی اور فارسی کی حمدیہ شاعری پر بحث نہیں کروں گا ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ عربی اور فارسی کے بہ نسبت اردو میں حمد گوئی پر قابل ذکر کام ہوا اس کا اندازہ پندرہویں صدی کے اس وقت تک

کے مختلف شعرا کے دواوین، مجموعہ کلام اور دیگر کتابوں میں شامل حمد یہ اشعار کو دیکھنے سے ہوتا ہے۔اب تک لاکھوں اشعار کہے جا چکے ہیں اور مختلف شعرا نے خالص حمد یہ مجموعے بھی شائع کئے ہیں۔جیسے مفتی سرور لاہوری نے /دیوان ایزدی،مظفر خیرآبادی نے /نذر خدا، مظفر وارثی نے / الحمد اور لاشریک، حافظ لدھیانوی نے /سبحان اللہ وبحمدہ اور سبحان اللہ العظیم، گوہرا عظمی نے/ اللہ اکبر،اجمل نقشبندی نے/صحیفہ حمد کا،طاہر سلطانی نے/حمد میری بندگی،لطیف اثر نے/طلوع حمد اور صحیفہ ذات، طفیل دارا نے/ لاشریک،انوار عزمی نے/ نام بنام حمد وثنا،منصور سلطانی نے /مرسل ومرسل،تنویر پھول نے/ زبور سخن،مسرور بدایونی نے /حمد یہ قطعات،شیبا حیدری نے/حمد نامہ،علیم النسا ثنا نے/ تیری حمد وثنا،اور جمیل عظیم آبادی نے/ الرحمان ——— عابد سلطانی نے حمد کے انتخابی مجموعے بھی شائع کئے پہلا مجموعہ ''خزینہ حمد'' ہے جس میں مختلف شعرا کی حمدیں ہیں اور دوسرا مجموعہ ''اذان دیر'' ہے جس میں غیر مسلم شعرا کی حمدیں جمع کی گئی ہیں۔شفقت رضوی نے ان میں سے اکثر کتابوں پر تبصرے کئے ہیں۔جس سے حمد نگاری میں اب تک کی ہوئی پیش رفت اور تجربے کا پتہ چلتا ہے۔

چودہویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اور آپ کے تمام اہل خاندان نے مذہبی وعلمی خدمات کے علاوہ اردو زبان وادب کی جو خدمتیں انجام دی ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔اردو نثر میں امام احمد رضا نے جو کتابیں لکھ دی ہیں وہ کمیت وکیفیت ہر دو اعتبار سے اردو کی پوری تاریخ میں بھاری ہے اور آپ کا دیوان حدائق بخشش اردو شاعری میں بہ ہرنوع سب سے زیادہ قابل استناد وافتخار ہے۔اسی لئے آپ کو امام الکلام اور کلام الامام کہا جاتا ہے۔آپ کے برادر مکرم استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خان حسن بریلوی کی غزلوں کا مجموعہ'' ثمر فصاحت'' اور نعتیہ مجموعہ ''ذوق نعت'' شعریت وشریعت کا حسین سنگم ہے۔دنیا ادب میں بار بار اس کا نام لیا جاتا رہا ہے۔اعلیٰ حضرت کے خلف اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان کا دیوان اگرچہ محفوظ نہیں مگر انتخاب کلام حامد کے نام سے جو مجموعہ شائع ہوا ہے۔وہ حمد ونعت کا نہایت ہی قابل قدر نمونہ اور اردو کی نعتیہ شاعری میں گرانقدر اضافہ ہے،اعلیٰ حضرت کے خلف اصغر شبیہ غوث اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا مفتی اعظم ہند کا نعتیہ دیوان ''سامان بخشش'' بھی زبان وبیان،علم وعرفان ،شستگی وبرجستگی اور سہل الممتنع کی نادر مثال ہے۔

فن حمد نگاری میں خانوادہ رضویہ نے جو قابل قدر نمونے چھوڑے ہیں اس سے حمد نگاری کی نئی جہتیں سامنے آئی ہیں۔اعلیٰ حضرت کے شعری سرمایہ میں حمد کا انداز بہت ہی نرالا اور انوکھا ہے۔انہوں نے اپنے حمد یہ اشعار میں نعت کے پہلو کو پیش نظر رکھا ہے۔اور حمد ونعت کی یکجائی کی نادر مثال قائم کی ہے ان کے ایک عربی قصیدے کے ابتدائی دو اشعار ملاحظہ ہوں جن میں توحید کی عظمت اور رسول مکرم ﷺ سے محبت کا بڑا کیف پرور بیان ملتا ہے:

الحمد للمتوحد
بجلالہ متفرد
وصلاتہ دوماً علیٰ
خیر الانام محمد

اور اب اردو میں بھی حمد کا انداز دیکھیں جس میں حمد ونعت دونوں کی یکجائی اپنی انفرادیت کی شہادت دے رہی ہے۔حمد کا یہ انداز امام احمد رضا کی ایجاد اور ان کا خاصہ ہے:

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا

مژدہ باد اے عاصیو !شافع شہ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو ذات خدا غفار ہے
محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف وعطا ہے تجھی پہ بھروسہ تجھی سے دعا
مجھے جلوہ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عزو علیٰ کی قسم

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا کے ''انتخاب کلام حامد'' میں گیارہ گیارہ بند پر مشتمل دو حمدیں ہیں جو فنی اعتبار سے لازوال شہکار ہیں اور دونوں حمدیں اسلوب اور کیفیت کے اعتبار سے قاری وسامع پر روحانی کیف پیدا کرتی ہے۔نمونے کے طور پر یہ دو بند دیکھیں اس میں بھی تجنیس تام اور ذولسان (عربی،اردو) ہونے کی سند موجود ہے۔

کون میں کون ہے تو ہی تو
تو ہی تو ہے یامن ھو
تو ہی تو ہے تو ہرسو
یامن لیس الاھو
لا الہ الا ھو یامن لیس الاھو
روح میں تو ہے دل میں تو
میری آب وگل میں تو
اصل میں تو ہے ظل میں تو

حق حق حق ھو ھو ھو
لا الہ الا ھو یا من لیس الاھو

اور نغمہ توحید کے عنوان سے دوسری حمد یوں شروع ہوتی ہے:

دل مرا گدگداتی رہی آرزو
آنکھ پھر پھر کے کرتی رہی جستجو
عرش تا فرش ڈھونڈ آیا میں تجھ کو تو
نکلا اقرب زحبل ورید گلو
اللہ اللہ اللہ اللہ

حضور مفتی اعظم ہند کے نعتیہ دیوان "سامان بخشش" میں اسی انداز اور اسی بحر میں دو حمدیں موجود ہیں جو در اصل حجۃ الاسلام ہی کی حمدوں کے پھیلاؤ اور متنوع انداز میں وسعت کے مناظر پیش کرتی ہیں۔ پہلی حمد ضرب ھو کے عنوان سے شروع ہوتی ہے جس میں بیس بند ہیں ہر چار مصرعے کے بعد اللہ ہو اللہ ہو کی ضربیں لگائی گئی ہیں، یہ حمد دینی محافل اور دینی مجالس میں بڑے ذوق وشوق سے پڑھی جاتی ہے اور اس کی ضرب ہو سے واقعی دل پر حق کی ضرب پڑتی ہے۔

اللہ رب العزت کی رویت کی آرزو اس کے جلوے کی تلاش اس کے عرفان کی جستجو اور اقرب زحبل ورید گلو ہونے کے باوجود اسکی دید کی تڑپ ہر دل ہر آنکھ اور ہر متنفس کو ہے اور تمام حمد نگار شعرا نے اس پہلو کو اپنی حمد کا موضوع بنایا ہے۔ مگر جو انداز حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ والرضوان کا ہے وہ واقعی دیدنی ہے حضور مفتی اعظم ہند کا انداز ملاحظہ فرمائیں جس میں صنعت ردعروض وابتدا علی الصدر اور صنعت تکرار کی جمالی جلوہ ریز ہے۔

تو کسی جا نہیں اور ہر جا ہے تو
تو منزہ مکاں سے مبرہ ز سو
علم وقدرت سے ہر جا ہے تو کو بکو
تیرے جلوے ہیں ہر ہر جگہ اے عفو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

قلب کو اس کی رویت کی ہے آرزو
جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چار سو
بلکہ خود نفس میں ہے وہ سبحانہ
عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

دنیا کی ہر شئی اور ہر مخلوق خدا کی حمد وثنا بیان کرتی ہے خود قرآن پاک کا ارشاد گذرا وان من شئی الا یسبح بحمدہ اس مفہوم کو حضور مفتی اعظم ہند کس عالمانہ انداز میں بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

وہ بھی تسبیح سے رکھتا ہے اشتغال
جو نہیں رکھتا منہ اور لسان مقال
پھر بھی گویائے تسبیح ہے اس کا حال
اس کی حالی زباں کہتی ہے تو ہی تو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

ان کی دوسری حمد "اذکار توحید ذات اسماء وصفات وبعض عقائد" کی سرخی کے تحت کہی گئی ہے۔ جس میں کل ننانوے بند ملتے ہیں مگر یہ نامکمل ہیں اس حمد کے دو رخ ہیں باسٹھ بند تک خالص حمد یہ مضامین ہیں اور اس کے بعد سینتیس بندوں میں نعت وحمد دونوں پہلو کو بیان کیا گیا ہے۔ آپ کی یہ حمد علم وعرفان، زبان وبیان اور سلاست وبرجستگی کے لحاظ سے کسی بھی زبان کی حمدیہ شاعری میں سب سے ممتاز اور منفرد ہے۔ اس میں بعض مکمل بند اور بعض مصرعے عربی زبان میں ہیں مگر زبان کی سلاست اور ندرت اپنی جگہ مسلّم ہے نموتاً یہ چند بند ملاحظہ کریں:

لا موجود الا اللہ
لامشہود الا اللہ
لا مقصود الا اللہ
لا معبود الا اللہ
لا الہ الا اللہ آمنا برسول اللہ

لیس الھادی الاھو
کہتا ہے یہ ہر بن مو
سنتا ہوں میں از ہر سو
لیس سواک یا من ھو
لا الہ الا اللہ آمنا برسول اللہ

نت نئے جلوے ھیں ھر آن
کل یوم ھو فی شان
خود ہی درد و خود درماں
خود ہی دست و خود داماں
لا الہ الا اللہ آمنا برسول اللہ

حضور مفتی اعظم کی شاعری میں قرآنی تلمیحات کی کثرت ہے، نعت ہو یا حمد آپ نے برجستہ، برمحل قرآنی آیات کو بطور استدلال پیش کیا ہے۔ اور اس خوبصورتی سے کیا ہے کہ بحر کی روانی میں ذرہ برابر بھی فرق محسوس نہیں ہوتا یہ چند بند دیکھیں جن میں سورہ اخلاص اور سورۂ ناس وفلق کی تفسیر وتوضیح صاف نمایاں ہے:

لیس کمثلہ شئی
لیس لہ کفواً احد
اس سے بن ہے وہ نہیں بن
البصر اسمع دیکھ اور سن
اللہ اللہ ورب واحد
فرد واحد وتر وصمد
جس کا والد ہے نہ ولد
ذات وصفات میں بے حد وعد

ایک حقیقی ہے وہ احد
ایک نہیں وہ جو ہے عدد
پا ک ہے وہ از صورت حد
كيف يصور كيف يحد
حق هو حق هو حق هو حق
رب ناس ورب فلق
غیر نہیں تیرا مطلق
بھولوں گا میں نہ یہ سبق
لا اله الا الله امنا برسول الله

حمد میں اسماء باری تعالیٰ کو اس سے پہلے بھی شعرا نے منظوم کیا ہے مگر حضور مفتی اعظم ہند نے اپنی حمد میں جس خوبصورتی اور روانی کے ساتھ اسے منظوم کیا ہے کہ اس میں موسیقیت وغنائیت پیدا ہوگئی ہے۔نمونہ کے طور پر یہ بند دیکھیں جس میں صنعت تنسیق صفات یعنی صفاتی الفاظ اور صفاتی مفہوم دینے والی اضافی ترکیب کا اس طرح بیان ہوا ہے کہ وجدان جھوم اٹھتا ہے ۔نیز دامن ودائرے کا تسلسل بھی اس طرح قائم کیا گیا ہے کہ۔شاعر کی قادر الکلامی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے اس ایک بند میں پانچ دامن (ع ع ع ع ع)اور پانچ دائرے (ق ی ی ی ل) کی یکجائی ملاحظہ کریں:

منعم حق وسميع وبصير
باقی باری بر وخبير
جامع مانع ضار وكبير
رافع نافع حی و قدير
لا اله الا الله امنا برسول الله

اور اب بغیر کسی تبصرے کے چند وہ ملاحظہ کریں جن میں بڑے فن کارانہ اور عارفانہ انداز میں اسماء باری تعالیٰ کو منظوم کیا گیا ہے اور اس کے پڑھنے سے وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے۔جو موحدانہ اورادوظائف کا خاصہ ہے۔

والی ولی متعالی حكيم
وهاب ورزاق عليم
مالك يوم دن وجحيم
مالك ملك خلد نعيم
تواب ومغنی هادی
مقسط محيی مميت غنی
منتقم وقيوم وقوی
مقتدر وواسع مهی
مبدی جليل وحفيظ ومجيد
معطی وكيل وسلام ومعيد
وه هے لطيف و ودود و وحيد
اور شهيد وحميد ورشيد
قابض وباعث خالق ہے
خافض وارث رازق ہے
جو ہے اس کا عاشق ہے
غیر ناطق ناطق ہے
لا اله الا الله امنا برسول الله

حضور مفتی اعظم ہند کی شعری زبان نہایت پاکیزہ وشستہ اور کوثر وسلسبیل میں ڈھلی ہوئی ہے۔جس میں سادگی بھی ہے اور رنگینیت بھی۔ پڑھنے اور سننے والا ان کے کلام کے زیر وبم میں ایسا کھو جاتا ہے کہ اسے اس کے عوارف ومعانی اپنے دل کے غار حرا میں اترتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں خدا کی ذات وصفات کو کس پیرایہ میں بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں اور یہ بھی دیکھیں صنعت سوال سے وہ کس طرح استفادہ کا پہلو نکالتے ہیں۔اور ان کے اس اسلوب سے کس طرح ذہن کو تحریک ملتی ہے۔

اللہ واحد یکتا ہے
یک خدا بس تنہا ہے
کوئی نہ اس کا ہمتا ہے
ایک ہی سب کی سنتا ہے
ایک نہ ہوتا گر اللہ
کیسے رہتے ارض وسماء
ہوتا نہ اک محتاج اک کا
کس لئے وہ اس سے ملتا
لا اله الا الله امنا برسول الله

خدائے تعالیٰ منزہ عن العیوب ہے کسی بھی چھوٹے بڑے معائب سے اس کا کوئی علاقہ نہیں مگر اس کے باوجود بعض گمراہ فرقہ والوں نے خدائے تعالی کو کذب سے ملوث اور عدم کذب کو نقص فی القدرت گردانا ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس موضوع پر نہایت ہی مدلل رسالہ ''سبحان السبوح عن عيب كذب مقبوح '' لکھ کر اس مسئلہ کی پوری وضاحت کردی ہے۔حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اس مفہوم کو اپنی اس حمد میں بڑے صاف سلیس اور فن کارانہ انداز میں بیان فرمایا ہے نمونے کے لئے یہ چند بند ملاحظہ کریں جن میں اصل موضوع کے علاوہ تنسیق صفات ذم اور تجنیس مطرف کی صنعتیں بھی موجود ہیں اور زبان اتنی صاف وشیریں اور آسان ہے کہ اس کی نثر نہیں بنائی جاسکتی ، یہ زبان پہ قدرت کی نمایاں علامت ہے:

جہل وظلم وکذب وزنا
خواری میخواری سرقہ
اس سے یہ ممکن ؟ جس نے کہا
لاریب اس نے کفر بکا
روشن ہے یہ جیسے دن
اس کا تلوث ناممکن

واقع کہتا ہے موہن
اور پھر بنتا ہے مومن
صدق رب جب واجب ہے
کذب محال اے خائب ہے
جمع دو ضد کب جائز ہے
عقل کہاں تیری غائب ہے
لا الہ الا اللہ امنا برسول اللہ

سہل ممتنع کے اشعار کہنا شاعر کی قادر الکلامی، فن پہ کلی گرفت اور زبان وبیان پر قدرت کی علامت سمجھی جاتی ہے ہر بڑے شاعر کی پہچان اسی امر سے ہوتی ہے کہ وہ اپنے خیالات وجذبات کو کس پیرایہ میں بیان کرتا ہے اور کس تنوع میں بیان کرسکتا ہے۔حضور مفتی اعظم ہند نے اس حمد میں خدا کی ذات وصفات کے اظہار اور اپنے جذبات کی تعبیر میں کس تنوع اور فن کاری سے کام لیا ہے وہ قارئین نے ملاحظہ کیا۔اب سہل ممتنع کے بھی چند اشعار دیکھیں جو اپنی مثال آپ ہیں اس رنگ کا ایک بند حضور حجۃ الاسلام کے یہاں بھی موجود ہے:

روح میں تو ہے دل میں تو
میری آب وگل میں تو
اصل میں تو ہے ظل میں تو
حق حق حق ہو ہو ہو
لا الہ الا ہو یا من لیس الا ہو

اور اسی بند کی تحریک پر حضور مفتی اعظم ہند نے اس انداز کے نو بند کہے ہیں۔فرق یہ ہے کہ حضور حجۃ الاسلام کے یہاں اس رنگ کا صرف ایک بند ہے مگر حضور مفتی اعظم ہند نے اس رنگ میں نو بند کہکر اور حمد نگاری کی فضا کو باغ وبہار بنا دیا ہے چند بند ملاحظہ کریں جس میں تجنیس مطرف زائد، تجنیس صوت اور صنعت تضاد بھی موجود ہے۔

آنکھوں میں وہ ہے سر میں وہ
دل میں وہ ہے جگر میں وہ
سمع میں وہ ہے بصر میں وہ
طبع میں وہ ہے فکر میں وہ
نور میں وہ ہے نظر میں وہ
شمس میں وہ ہے قمر میں وہ
ابر میں وہ ہے گہر میں وہ
کوہ میں وہ ہے حجر میں وہ
پروانہ میں وہ ہے پر میں وہ
شمع میں وہ ہے شرر میں وہ
داؤ دوا اثر میں وہ
نفع میں وہ ہے ضرر میں وہ
تخم میں وہ ہے شجر میں وہ
شاخ میں وہ ہے ثمر میں وہ
ماہ میں وہ ہے بدر میں وہ
بحر میں وہ ہے بر میں وہ
لا الہ الا اللہ امنا برسول اللہ

اب نمونے کے ایسے دو اشعار ملاحظہ کریں جن میں صنعت تحت نقاط بہ سہ اصوات کو استعمال کیا گیا ہے۔پہلے شعر کی صنعت تحت نقاط میں موحدہ وثنیٰ نقاط والے حروف یعنی ب/ج/ے استعمال ہوئے ہیں اور دوسرے شعر میں صنعت تحت نقاط کے ساتھ صنعت وصل الشفتین بھی استعمال ہوئی ہے۔جس کے ہر اسم کے اظہار میں دونوں ہونٹ آپس میں ملتے ہیں جیسے ماہ، مدر، بحر، بر۔

ابر میں وہ ہے گہر میں وہ
کوہ میں وہ ہے حجر میں وہ
ماہ میں وہ ہے مدر میں وہ
بحر میں وہ ہے بر میں وہ
لا الہ الا اللہ امنا برسول اللہ

اسی رنگ اور اسی روانی میں یہ بند بھی ملاحظہ کرلیں جس میں صنعت تضاد بھی ہے اور صنعت ترجمہ بھی۔آخری شعر میں این وآن دیگر کا ترجمہ اس میں اس میں ہر میں کرکے صنعت ترجمہ والی شاعری کو اس مقام پر پہونچا دیا ہے۔جہاں شاعری اپنے اسلوب میں جمال وحی بن جاتی ہے اور شاعر تلیذ الرحمان کہلانے کا مستحق ہوجاتا ہے۔

سوز میں وہ ہے ساز میں وہ
ناز میں وہ انداز میں وہ
حسن بت طناز میں وہ
عشق کے راز ونیاز میں وہ
تو میں وہ من میں وہ
جان میں وہ ہے تن میں وہ
آبادی میں وہ بن میں وہ
سر میں وہ ہے علن میں وہ
قرب وبقا ووصل میں وہ
بعد وفراق و فصل میں وہ
فرض میں وہ ہے نفل میں وہ
اصل میں وہ ہے نقل میں وہ
فتح وضم و جر میں وہ
پیش وزیر وزبر میں وہ
این وآن ودیگر میں وہ
اس میں اس میں ہر میں وہ
لا الہ الا اللہ امنا برسول اللہ

حضور مفتی اعظم ہند کی شاعری میں علم وفن کی جلوہ گری کے ساتھ عشق وعرفان کی جو سرمستی ہے وہ اردو شاعری میں خال خال ہی کہیں نظر آتی ہے ان کی شاعری کا علمی فنی اور لسانی تجزیہ کرنا ہمارے جیسے کم علم کا کام نہیں ہم نے دو چند جملے لکھ کر صرف یہ تاثر دیا ہے کہ ارباب علم وادب اور شعر وسخن کے پارکھ کے لئے ان کی شاعری میں بہت کچھ ہے انہیں اس طرف مائل ہونا چاہیے تا کہ اردو شاعری نئی دریافت سے آشنا ہو اور اس کا وقار اعتبار بلند سے بلند تر ہو۔
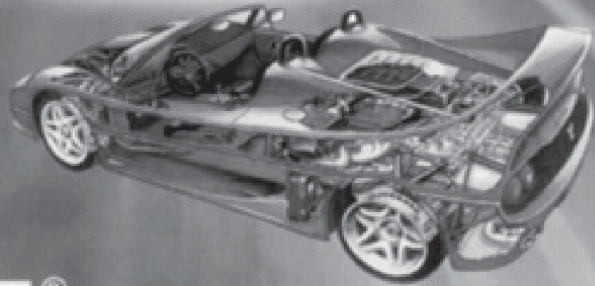
واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
WELLTEC® International
A Largest Range of WELLTEC Genuine Parts
Quality is an
integral Part of Welltec!

گُل ہائے نعت (ﷺ)

بخشی مُجھے توفیقِ ثنائے شہِ بطحا
مُجھ پر ہے یہ احسانِ خُدائے شہِ بطحا

قُرآن میں کس پیار سے اللہ نے بیاں کی
ایک ایک دِل آویز ادائے شہِ بطحا

پامالِ خزاں تھا چمنِ زیست یہ ہر سُو
ہر سمت بہار آئی جب آئے شہِ بطحا

جو بندۂ حق اُن کا ہے شَیدا وہ ہے مومن
اِیمان ہے بس حُبّ و وَلائے شہِ بطحا

ہر جادۂ تہذیب کا ہے نُقطۂ آغاز
پُر نُور نشانِ کفِ پائے شہِ بطحا

ضامن ہے فلاحِ بشریّت کا فقط وہ
جو ضابِطۂ زندگی لائے شہِ بطحا

گُونجی ہے ہر قلم میں آوازِ محمّد
ہر مُلک میں پُہنچی ہے صدائے شہِ بطحا

اُس در پہ ہر عالم ہے شب و روز سوالی
جاری سحر و شام عطائے شہِ بطحا

بے فِکر رہے، دُور اگر ہے کوئی مُحتاج
دُور اُس سے نہیں دست رسائے شہِ بطحا

سائل ہے جہاں بھی اُسے مِل جائے گی خیرات
محدُود نہیں جود و سخائے شہِ بطحا

موجُود تھی، موجُود ہے، موجُود رہے گی
اُمّت کے دِلوں، ذہنوں میں جائے شہِ بطحا

مُجھ جیسے گُنہگار غُلاموں کا سرِ حشر
کوئی نہیں غم خوار سوائے شہِ بطحا

اسلاف کا معمُول ہے میرا بھی وطیرہ
مدحِ مہِ طیبہ و ثنائے شہِ بطحا

طارؔق کو بھی اُس بزم میں اے کاش مِلے بار
جِس میں ہے رضؔا نعت سرائے شہِ بطحا

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

منقبت درشان امام المتکلمین

حضرت علاّمہ مولانا نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ والدِ ماجد سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان

واصفِ خیر البشر ہیں شاہ مولانا نقی ۔۔۔ عاشقِ طیبہ نگر ہیں شاہ مولانا نقی
عالمِ جیّد ، فقیہِ بے مثال و باکمال ۔۔۔ صاحبِ فکر و نظر ہیں شاہ مولانا نقی
چاہنے والوں کے دل کی انجمن پُرنور ہے ۔۔۔ چرخِ دانش کا قمر ہیں شاہ مولانا نقی
اہلسنّت کے دلوں کی مسندِ پُر نور پر ۔۔۔ ہر گھڑی یوں جلوہ گر ہیں شاہ مولانا نقی
کیوں نہ لکھوں شانِ اقدس میں مقدس منقبت ۔۔۔ نعت خوان و نعت گر ہیں شاہ مولانا نقی
ہم غریبوں ، بے کسوں ، ناچار لوگوں کے لئے ۔۔۔ شامِ غم کی تو سحر ہیں شاہ مولانا نقی
خواجۂ سنجر کی آنکھوں کا سراپا نور ہیں ۔۔۔ غوثِ اعظم کی نظر ہیں شاہ مولانا نقی
خوشبوئیں بکھری ہیں ہر سو نور کا انبار ہے ۔۔۔ مثلِ گُل ، مثلِ قمر ہیں شاہ مولانا نقی
اعلیٰحضرت جس کے علم وفضل کی مدحت کریں ۔۔۔ وہ فقیہِ دیدہ ور ہیں شاہ مولانا نقی
کیوں نہ قدموں سے لپٹ کر میں چلوں راہِ صراط ۔۔۔ دینِ حق کی رہگذر ہیں شاہ مولانا نقی
جلوۂ خورشیدِ حق ہیں ، خوشبوئے گلہائے دین ۔۔۔ راہِ حق پر بے خطر ہیں شاہ مولانا نقی
نقشِ پائے ناز پر چلتا رہوں گا عمر بھر ۔۔۔ منزلوں کی رہگذر ہیں شاہ مولانا نقی
یہ وہابی ، دیوبندی ، نیچری و رافضی ۔۔۔ دینِ حق سے بے خبر ہیں شاہ مولانا نقی
میں کہاں جاؤں تلاشِ علم و دانش کے لئے ۔۔۔ منبعِ علم و ہُنر ہیں شاہ مولانا نقی
ہو رہے ہیں اہلسنّت فیضیاب و کامیاب ۔۔۔ فیضِ پیغمبر کا در ہیں شاہ مولانا نقی
ظُلم و استبداد کے ایوانِ محکم کے لئے ۔۔۔ واقعی برق و شرر ہیں شاہ مولانا نقی
عظمتِ کردار کی تمثیل کس سے دوں علی ۔۔۔ خُلقِ اعلیٰ سر بہ سر ہیں شاہ مولانا نقی
ابتدائے عمر سے کہتے ہیں گھر کے لوگ سب ۔۔۔ خوش ادا و خوش نظر ہیں شاہ مولانا نقی
فرقتِ سرکارِ طیبہ میں رہے جو اشکبار ۔۔۔ وہ منور چشمِ تر ہیں شاہ مولانا نقی
گلشنِ دینِ شہِ کون و مکاں کے بالیقیں ۔۔۔ نکہتِ گلہائے تر ہیں شاہ مولانا نقی
کیوں نہ دیکھیں اہلسنّت تربتِ پُرنور کو ۔۔۔ مرحبا خُلدِ نظر ہیں شاہ مولانا نقی
اہلسنّت کیوں نہ پائیں منزلِ مقصود کو ۔۔۔ دینِ حق کے راہبر ہیں شاہ مولانا نقی
ظلمتیں سب کفر کی معدوم ہوجائیں نہ کیوں ۔۔۔ ماحیِ ہر کفر و شر ہیں شاہ مولانا نقی
گُلشنِ طیبہ کے پھولوں کی علیؔ خوشنوا ۔۔۔ خوشبوؤں سے تر بہ تر ہیں شاہ مولانا نقی

کیوں نہ آئیں سر کے بل چلکر بریلی ہم علیؔ
بحرِ عرفاں کا گہر ہیں شاہ مولانا نقی

علی احمد سیوانی
صدر جامعہ لطیفہ قادریہ عباس نگر، کیلانگر، علی گڑھا

منقبت بحضور

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

حق تعالیٰ کی ، مُحمد کی عطا احمد رضا
زورِ حیدر، قُوّتِ غَوث الوریٰ احمد رضا

حُسنِ بزمِ اُلفتِ خَیرُ الوریٰ احمد رضا
زینتِ گلزارِ عِشقِ مُصطفیٰ احمد رضا

با خُدا احمد رضا با مُصطفیٰ احمد رضا
عشقِ کا نغمہ ، محبت کی صدا احمد رضا

پیکرِ حقِ ، اہلِ حق کا رہنما احمد رضا
دِیدہ ور، دیدہ وروں کا پیشوا احمد رضا

رَہروانِ شوق کا منزل نُما احمد رضا
طالبان علم کا عُقدہ کُشا احمد رضا

مُصطفیٰ کی بے مثالی اُس کا موضُوعِ سُخن
نُور کی سرکار کا نغمہ سرا احمد رضا

حِفظِ نامُوسِ محمد مصطفیٰ میں اپنا فرض
عزم وہمت سے ادا کرتا رہا احمد رضا

ہر زمانے میں سُنائی دے گی اُس کی بازگشت
جو بلند آوازِ مِدحت کرگیا احمد رضا

کَیف اندوز اُس سے بزمِ وقت ہوگی دائماً
ایک لاہوتی و آفاقی صدا احمد رضا

حُجّتِ مُحکم ہے جو اُس کی ہے تحریرِ مُنیر
قولِ فیصل ہے وہ جو فرما گیا احمد رضا

آج بھی روشن ہیں جو روشن کئے اُس نے چراغ
کار فرما آج بھی ہے جابہ جا احمد رضا
عصرِ حاضر دور ہے اُس عاشقِ سرکار کا

''والۂ طِیبِ فکر وخیالِ رضا''(۲۰۱۱ء)
محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری

منقبت

در شانِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حمد خوانِ خالقِ ذی شان ہیں احمد رضا ‎ ‎ واصفِ سُلطانِ اِنس و جان ہیں احمد رضا
ہر ولی ، ہر غوث ، ہر ابدال پر ہیں جاں نثار ‎ ‎ عاشقِ زُلفِ شہِ جیلان ہیں احمد رضا
سرورِ عالم ، شہِ جیلان کے فیضان سے ‎ ‎ جنّت الفردوس کے مہمان ہیں احمد رضا
خالقِ کونین کے بیشک عطائے خاص سے ‎ ‎ ذی حشم ، ذی مرتبہ ، ذی شان ہیں احمد رضا
سر پہ تاجِ علم وحکمت ہے درخشاں آج بھی ‎ ‎ عقل و دانش کے شہِ شاہان ہیں احمد رضا
کفر کی طغیانیوں سے کیوں ہراساں ہم رہیں ‎ ‎ ناخدائے کشتیِ ایمان ہیں احمد رضا
کیوں نہ اپنی قسمتِ بے داغ پر نازاں رہوں ‎ ‎ ضوفشاں دل میں میرے ہر آن ہیں احمد رضا
آپ کا علمی تبحّر دیکھ کر دنیا کے آج ‎ ‎ اہلِ دانش ششدر و حیران ہیں احمد رضا
عالمِ جیّد ، فقیہِ عالمِ اسلام ہیں ‎ ‎ دینِ حق کے رہبرِ ذی شان ہیں احمد رضا
آپ کے دربار کا جاروب کش مُدّت سے ہوں ‎ ‎ مجھ پہ جاری فیض کے باران ہیں احمد رضا
عصرِ حاضر کے علی اِس جانکسل ماحول میں ‎ ‎ عشقِ مصطفوی کی تو پہچان ہیں احمد رضا
ہے فقاہت کا بھی شہرہ عالمِ اسلام میں ‎ ‎ وہ فقیہِ صاحبِ عرفان ہیں احمد رضا
میں کہاں جاؤں تلاشِ علم وحکمت کے لئے ‎ ‎ علم و حکمت کی یقیناً کان ہیں احمد رضا
خوشبوؤں سے کیوں مُعطّر ہو نہ جانوں کا مشام ‎ ‎ گلشنِ ادراک کے ریحان ہیں احمد رضا
تاقیامت درحقیقت عالمِ اسلام پر ‎ ‎ خالقِ کونین کا احسان ہیں احمد رضا
فِقہِ حنفی میں کوئی ثانی نظر آتا نہیں ‎ ‎ عصرِ حاضر کے شہِ نعمان ہیں احمد رضا
علم و حکمت کے فلک کے ماہ و انجم کا علی ‎ ‎ نور ہیں ، تنویر ہیں ، لمعان ہیں احمد رضا
کیوں نہ لکھوں منقبت میں انشراحِ قلب سے ‎ ‎ پاسبانِ عظمتِ قرآن ہیں احمد رضا
حشر کے میدان میں سب اہلسُنّت کے لئے ‎ ‎ بالیقیں تسکینِ قلب و جان ہیں احمد رضا
آپ کی چوکھٹ سے میں تازندگی لپٹا رہوں ‎ ‎ بس یہی دل کے میرے ارمان ہیں احمد رضا
بدعقیدوں سے بچایا اہلِ ایماں کو علی ‎ ‎ سر بہ سر احسان ہی احسان ہیں احمد رضا
کیوں نہ مدحت کے ترانے آپ کی گاتا رہوں ‎ ‎ سرورِ عالم کے مدحت خوان ہیں احمد رضا

کیوں نہ میں اپنے مقدر پر علی نازاں رہوں
کشورِ دل کے میرے سُلطان ہیں احمد رضا

علی احمد سیوانی
صدر جامعہ لطیفہ قادریہ عباس نگر، کیلا نگر، علی گڑھا

منقبت در شان تاجدارِ اہلِسُنّت پیشوائے مِلّت

الحاج شاہ مصطفےٰ رضا خاں قادری مُفتیٔ اعظمِ ہند علیہ الرحمۃ الرضوان

واصفِ شاہِ زماں ہیں مُفتیِ اعظم میرے — ذاکرِ ربِّ جہاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
رھبرِ اہلِ دلاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے — رھنمائے رھبراں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
اولیائے دینِ حق کو جس کی عظمت پہ ہے ناز — وہ دعائے عاشقاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
اہلِسُنّت کے دلوں کی مسندِ پُرنور پر — مرحبا جلوہ فشاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
ہے منور آج تک جس سے دلوں کی انجمن — وہ ضیائے کہکشاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
خوشبوؤں سے جن کی جان و تن مُعطّر ہیں سدا — اُن گُلوں کا گُلستاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
اہلِ دل کے دل کی دنیا کیوں نہ ہو جلوہ فشاں — رونقِ سیارگاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
اُن کی یادوں کا جمالِ نور ہے دل میں میرے — اہلِ دیں کے حرزِ جاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
اعلیٰحضرت کے تفقُّہ کا ہے مظہر اُن کی ذات — بوحنیفہ کی زباں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
اہلِسُنّت کے گلے کا خوبصورت ہار ہیں — نازشِ اہلِ زباں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
علم وفن کے پھول ہیں جس میں درخشاں سیکڑوں — وہ حسیں تر گُلستاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
کارہائے حضرتِ سبحاں رضا کو دیکھ کر — دل سے بیشک شادماں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
رھبری میں جس کی منزل تک رسائی ہو گئی — وہ امیرِ کارواں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
مذہبِ اسلام دینِ سرورِ کونین کے — نکتہ بین و نکتہ داں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
علم وفن ، شعر وسخن کے چرخِ عالی شان کا — نیّرِ جلوہ فشاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
آپ کی تقویٰ شعاری کی جہاں میں دھوم ہے — اتّقاء کی روح و جاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
جس کی تالیفات میں ہوتا ہے انجم کا جمال — وہ ادیبِ خوش بیاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
کیوں نہ سب آکر بریلی علم سے سیراب ہوں — ساقیِ تشنہ لباں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
کیوں نہ سیکھیں شاعری کا ہم ہُنر دیوان سے — شاعرِ شیریں زباں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
غوثِ اعظم خواجۂ بغداد کے فیضان سے — روزِ محشر کامراں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
دیکھ کر اپنے مُریدوں کو عمل کی راہ پر — کِسقدر یوں شادماں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
میں بھٹکتا کیوں پھروں در در تلاشِ پیر میں — پیرِ کامل بے گماں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
خالقِ کونین کے لُطف و کرم سے بالیقیں — داخلِ قصرِ جناں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
ہے شرف بیعت کا حاصل مجھ کو بھی تو آپ سے — میرے مُرشد بے گماں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
بعد رحلت آج بھی فیضانِ آقا کے طفیل — میرے سر سایہ کناں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
عصرِ حاضر ، دورِ موجودہ میں بیشک اے علؔی — یاد گارِ کاملاں ہیں مُفتیِ اعظم میرے
خلوت و جلوت میں بیشک اے علؔی خوشبیاں — آج بھی وردِ زباں ہیں مُفتیِ اعظم میرے

کیوں نہ میں اُن کے قدم پر اپنا سر رکھ دوں علؔی
میں زمیں وہ آسماں ہیں مُفتیِ اعظم میرے

علؔی احمد سیوانی
صدر جامعہ لطیفہ قادریہ عباس نگر، کیلانگر، علی گڑھا

رفیتدولے نہ از دِلِ ما

امام اہلِ سنّت ، مُجدّدِ دینِ وملّت، فیض درجت

اعلیٰحضرت الشّاہ امام احمدرضا خاں القادری البریلوی قدس سِرّ ہُ القوی

سالِ وصال: ۱۳۴۰ھ۔۱۹۲۱ء

قُرآنی مادۂ تاریخ (سالِ وصال)

اَلَا نْهٰرُ خٰلِدِ یْنَ فِیْھَآ اَبَداً وَ عْدَاللهِ حَقًّا (النّسا)

۰ ۴ ۳ ۱ ھ

دِیگر مادہ ہائے تاریخ

۰ ۴ ۳ ۱ ھ	۱ ۲ ۹ ۱ ء
’’شناورِ دریائے محبّتِ حق‘‘	’’بہارِ باغِ بصیرت‘‘
’’تجلّیاتِ عشقِ رسُولِ طیَبہ‘‘	’’خُورشیدِ شریعت عبدَہٗ‘‘
’’یگانہ بہشتِ علمِ و عرفان‘‘	’’مسنَدِ شریعت وطریقت‘‘
’’مرکزِ فَیضانِ اسلِام‘‘	’’لازوال فضیلتِ علم و فقر‘‘
’’یُمنِ ریاضِ مُصطفیٰ‘‘	’’چراغِ مِنہاجِ خُوبی‘‘
’’جمالستانِ علِم و فقر مصُطفیٰ‘‘	’’عظمتِ فقرِ حبیبِ مدینہ‘‘
’’حصارِ معرفتِ حبیب‘‘	’’آوازِ فضیلتِ اربابِ فقر‘‘
’’گنجینۂ بخشش‘‘	’’جاوداں شمع رشادت و سعادت‘‘

قطعۂ تاریخ (سالِ وصال)

’’عظمت ستاں‘‘ (۱۹۲۱ء)

وہ کمالات ومحاسن کی شبیہِ بے مثال   وقت کے اہلِ نظر ہیں، کیا ہے وہ شخص

شرح وتبیان غوامض میں وحیدِ روز گار   کشف و اظہارِ دقائقِ میں بھی یکتا ہے وہ شخص

شہ دماغی، زیرِ کی دیدہ وری کا بُو قُبیس   قُلزُم مَوّاج فہم و آگہی کا ہے وہ شخص

حال و مُستقبلِ کا شاہِ کشورِ فکرِو نظر   صاحبِ امروز ہے سُلطانِ فردا ہے وہ شخص

دُور کر دیں اُس نے قلب و ذہن کی تارِیکیاں
بزمِ مَعنیٰ کا سِراجِ نُور افزا ہے وہ شخص
جانِ رحمت سے محبّت کا پڑھاتا ہے سبق
مُصطفیٰ سے پیار کی تلقین کرتا ہے وہ شخص
تذکرہ احمد رضاخاں کا ہے، لَوحِ وقت پر
عِلمِ عشق ومعرفت کانقشِ زیبا ہے وہ شخص
شرق میں بھی اُس کی شُہرت غرب میں بھی اُس کی دُھوم
ہے جہاں بزمِ معارف، جلوہ آرا ہے وہ شخص
آشکارا اہلِ دلِ پر اب ہُوا ہے اُس کا حُسن
آنکھ والوں کی نظر میں اب سمایا ہے وہ شخص
شخصیت اُس پیکرِ افضال کی ہے یادگار
کب بہ آسانی فراموش ہونے والا ہے وہ شخص

اُس کے سالِ وصل کا طالِب تھا میں، بولا سروش
''پیکرِ حُسن و جمالِ فَیضِ بطحا'' ہے وہ شخص
۱۳۴۰ھ

(اِ۔ وقت کے اہلِ نظر حیران ہیں، کیا ہے وہ شخص)

''والۂ زیبِ جہان فَیض رضا'' (۲۰۱۱ء)

محمد عبدالقیوم طاؔرق سلطانپوری

شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام

تصنیف

شیخ الاسلام والمسلمین، امام اہلِ سنت

علامہ **شاہ احمد رضا خان** محدث بریلی علیہ الرحمۃ القوی

ترجمہ، تحقیق وتخریج

محقق اہلِ سنت علامہ **ابو محمد اعجاز احمد** القادری الاویسی

پیش کش

پروفیسر **محمد آصف خان** علیمی قادری

بتعاون

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی

ناشر دار المبرور للطباعۃ والنشر والتوزیع

0333-2153112

رفیتید و لے نہ از دلِ ما

مُحترم المقام حضرت مُختارالدین آرزو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فرزند دلبندحضرت عَلّا مہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خلیفۂ اعلیٰحضرت امامِ اہلِ سنّت ، مُحسنِ مِلّت مولانا الشاہ احمد رضا خاں القادری البریلوی نوراللہ مرقدہ
مُحقق ،مُفکر، مصنف، دانش ور، دیدہ ور، ادیب، عالم وفاضل شخصیت

استادعلی گڑھ یونیورسٹی

تاریخ وصال: ۳۰ جون ۲۰۱۰ء
۱۷؍رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

قُرآنی مادۂ تاریخ (سالِ وصال)
''اَنّی فَضَّلْتُکُمْ'' (۱۴۳۱ھ)

دیگر مادہ ہائے تاریخ (سال وصال)

۱۴۳۱ھ	۲۰۱۰ء
''خُوبیِ بزمِ علم و تحقیق''	''ایوانِ فیضانِ رضا''
یابِ ادب، کمالات و فضائلِ''	''کنزِ عظمتِ شانِ اسلاف''
''خزینہ دارِ ادب، عِلم وعرفان''	عِلمی و فکری سعید شخصیت''
مَنہج بزمِ شعُور و بصِیرت''	''وَجیہِ زماں، ممتاز شخصیت''
''فروغِ بابِ علم''	''صراطِ گلشن فِضیلت''

قطعۂ تاریخ (سالِ وصال)

اہلِ حق کا پیشوائے مُحترم وہ مُحِبّ سرورِ دُنیا ودیں
اہلِ سُنّت کا امام احمدرضا عاشِقِ محبوبِ رَبّ العالمیَں
اعلیٰحضرت نے رکھا تھا اُس کا نام خُوش نصیب انسان تھا وہ بِا لیقیں
اعلیٰحضرت کا خلیفہ اُس کا باپ یہ سعادت اُس کی ہے رشک آفریں
زندگی میں کام جو اُس نے کِئے یہ حقیقت ہے، جواب اُن کا نہیں
مُنفرِد تحقیق کے میدان میں اپنے ہم عصروں سے آگے تھا کہیں
دیکھنے میں آئیں گی اب خال خال خُوبیاں اُس مرد دِانا میں جو تھیں
آگہی کے گُل کِھلائے عُمر بھر اُس کاخامہ تھا گلستاں آفرِیں
عظمتِ اسلاف کی تصویرِ خُوب عکسِ اَوصافِ بزرگاں، بہتریں
آبرُوئے اہلِ حق اُس کا وجود وہ بڑا انسان آج ہم میں نہیں
اُس کی بخشش کابنے گا وہ سبب کرگیا مُختارِ دیں، جوکارِ دیں
ہو لحد اُس کی خُدایا نُور نُور قبر ہو اُس کی اِلٰہی، عَنبرِیں
یُوں رقم کی اُس کی تاریخ وصال مَیں نے، ''زیبِ بامِ دِیں،مُختارِ دیں'' (۱۴۳۱ھ)
دُوسری تاریخ بھی طاؔرق کہی یعنی ''شرفِ حزبِ حق مُختارِ دیں'' ۲۰۱۰ء)

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

☆☆☆☆☆

۳۰ ویں سالانہ

امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۰ء

کے انعقاد پر

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کو

مبارک باد

طالبِ دعا

محمد قمر الدین خان

مہران کمرشل انٹر پرائزز

پلاٹ C1-1، سیکٹر 21، کورنگی انڈسٹریل ایریا، کراچی